اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ - عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

لندن

مدیر اعلیٰ: رشید احمد چوہدری

جلد ۱	جمعہ ۲۱ر جنوری ۹۴ء ۹ر شعبان ۱۴۱۴ھ	شمارہ ۳

دیکھو میرے دوستو!
اخبار
شائع ہوگیا

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء)

[حروف ابجد کے مطابق مندرجہ بالا الہام کا حساب لگایا جائے تو سال ۱۹۹۴ء بنتا ہے]

اس زمانے کا حصن حصین میں ہوں

”اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا۔ تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانے کا حصن حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے، ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے۔ اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔ اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے۔ اور میں اس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مزکی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اس میں کبھی آگ نہیں تھی۔ تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اس میں سکونت کرتی ہے۔ اور ایک تجلی خاص کے ساتھ رب العالمین کا استویٰ اس کے دل پر ہوتا ہے۔ تب پورانی انسانیت اس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اس کو عطا کی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اس سے تعلق پکڑتا ہے۔ اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اس کو مل جاتا ہے۔“

(روحانی خزائن، فتح اسلام صفحہ ۳۴، ۳۵)

”چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی
اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا“

(کشتی نوح)

کلام الامام

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

میں خدا تعالیٰ کی تائیدوں اور نصرتوں کو دیکھ رہا ہوں جو وہ اسلام کے لئے ظاہر کر رہا ہے اور میں اس نظارہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو موت کا اس صلیبی مذہب پر آنے کو ہے۔ اس مذہب کی بنیاد محض لعنتی لکڑی پر ہے۔ جس کو دیمک کھا چکی ہے اور یہ بوسیدہ لکڑی اسلام کے زبردست دلائل کے سامنے اب ٹھہر نہیں سکتی۔ اس عمارت کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ اب وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوگی۔ اور وہ اس مردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہو کر حقیقی مذہب اسلام کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کریں گے۔

ملفوظات۔ جلد ۸ صفحہ ۱۳۶

اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں طیار ہوا ہے ممکن ہے کہ انیس ماہ کے اندر دست غیب سے پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے۔

راز حقیقت۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۶ حاشیہ

یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا پھر اولاد کی اولاد مرے گی ۔ اور وہ بھی ابن مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۷

عیسائیت کی مروّجہ تعلیم کی حقیقت

(از قلم مکرم و محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ
وسابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

آخری زمانہ میں مذاہب عالم ایک موعود کے منتظر تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دوبارہ آنے کی خبر دی تھی اور حضرت سیّد الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے ایک ایسے وجود کی آمد کی پیش گوئی کی تھی کہ جس نے صفاتِ مسیحیت و مہدویت کا جامع ہونا تھا۔ اسی لئے آپ نے اسے عیسیٰ ابن مریم اور مہدی کے نام سے سرفراز فرمایا۔ پیش گوئیوں کے مطابق اس موعود کے دور میں اسلام کو تمام مذاہب پر دلائل و براہین اور زندہ نشانوں کے لحاظ سے غلبہ نصیب ہونا تھا۔

اسلام کے اس غلبہ کا کسی مذہب یا کسی عقیدہ کو زیر کرنا مقصد نہیں تھا بلکہ ہر مذہب کو ایک ایسے نقطہ وحدت پر جمع کرنا تھا جو ہر مذہب کی اصل غرض و غایت تھی تا خدا تعالیٰ کی توحید زمین پر بھی اسی طرح قائم ہو جائے جس طرح آسمانوں پر قائم ہے اور اقوام عالم توحید باری تعالیٰ کے مرکزی نقطہ پر جمع ہو کر قومِ واحد بن جائے۔ ایک ہی خدا ہو اور ایک ہی دین۔ قیامِ توحید کے لئے سب سے بڑی اور اہم مہم وہ ہے جس کا قرآن کریم نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۹﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿۹۰﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۱﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۳﴾ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۴﴾ سورۃ مریم

ترجمہ:۔ اور یہ (لوگ) کہتے ہیں کہ (خدائے) رحمان نے بیٹا بنالیا ہے۔ (تو کہہ دے) تم ایک بڑی سخت بات کہہ رہے ہو۔ قریب ہے کہ (تمہاری بات سے) آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر (زمین پر) جا پڑیں۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے (خدائے) رحمان کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور (خدائے) رحمان کی شان کے یہ بالکل خلاف ہے کہ وہ کوئی بیٹا بنائے۔ کیونکہ ہر ایک جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہ (خدائے) رحمان کے حضور غلام کی صورت میں حاضر ہونے والا ہے۔

پس ایسی قوم جو ان عقائد کی حامل ہے اس کو خدائے واحد و یگانہ کی طرف بلانے کے لئے اور خدائے رحمان کی طرف بیٹا منسوب کرنے وغیرہ عقائد کے ردّ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موعود کی علامات میں سے ایک علامت "یکسر الصلیب" بیان فرمائی کہ اسے اس صلیب کو توڑنا ہے جس پر ایسے عقائد کی بنیاد ہے۔

مخبر صادق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق ملک ہند کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ایک قصبہ قادیان سے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ اعلان کیا کہ

أَقُولُ وَلَا أَخْشَى فَإِنِّيْ مَسِيْحُهٗ
وَلَوْ عِنْدَ هٰذَا الْقَوْلِ بِالسَّيْفِ أُنْحَرُ

میں ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں (خدا تعالیٰ کی طرف سے) مسیح ہوں اور مجھے کسی قسم کا خوف نہیں خواہ اس اعلان کی وجہ سے میں تلوار کے ساتھ ذبح کیا جاؤں۔ ـــــ نیز آپ نے کسرِ صلیب کے لئے ان الفاظ میں اپنے عزم کا اظہار کیا کہ

وَوَاللّٰهِ إِنِّيْ أَكْسِرَنَّ صَلِيْبَكُمْ
وَلَوْ مُزِّقَتْ ذَرَّاتُ جِسْمِيْ وَأُكْسَرُ

خدا کی قسم! میں تمہاری صلیب کو توڑ کے رہوں گا خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور میرے جسم کو ذروں میں پیس دیا جائے۔

آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ عیسائیت کے مروجہ عقائد کا قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ، بائبل، اناجیل، تاریخ، طب، منطق اور معقولی دلائل سے ردّ پیش کیا اور اپنے ان دلائل پر قوانینِ قدرت کو بھی گواہ ٹھہرایا اور ان براہین کو خدا تعالیٰ نے تائیدی نشانوں کے ذریعہ غلبہ عطا کیا۔ اس طرح توحید کے قرآنی تصور کے سامنے عیسائیوں کے مروجہ عقائد بالکل بے حقیقت و بے حیثیت ہو گئے۔

اپنے ان عقائد کے دفاع کے لئے مسیحی منادوں نے بہت زور لگایا اور ہر حربہ آزمایا کہ کسی طرح وہ اس ٹوٹتی ہوئی صلیب کو سہارا دے سکیں مگر تقدیر الٰہی ان کا ساتھ نہ دینے پر مامور تھی۔ پادریوں کی مسلسل ناکامی سے کون آگاہ نہیں۔ یہاں صرف ایک بڑے پادری بشپ جارج ایلفرڈ لیفرائے (۱۸۵۴ء، ۱۹۱۹ء) کی ہزیمت کا ذکر کافی ہے جو ایک مورّخ حافظ نور محمد نقشبندی چشتی مالک اصح المطابع دہلی نے اپنے شائع کردہ قرآن کے دیباچہ میں صفحہ ۳۰ پر یوں بیان کیا۔ کہ

"...... اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ .... حضرت

باقی ص ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ - عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن

جلد ۱ | جمعہ ۲۱ر جنوری ۹۴ء | ۹ر شعبان ۱۴۱۴ھ | شمارہ ۳

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: رشید احمد چوہدری
نائب مدیران: منیر احمد جاوید - عبد الماجد طاہر
اراکین مجلس: نصیر احمد قمر - ملک خلیل الرحمٰن

مجلس انتظامیہ

صدر: بشیر احمد رفیق
اراکین مجلس انتظامیہ:
صفدر حسین عباسی - مبارک احمد ظفر - نعیم عثمان - رشید احمد چوہدری

مکمل پتہ:
۱۶ گرسین ہال روڈ - لندن -
ایس ڈبلیو ۱۸، ۵ کیو ایل -

اداریہ

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

آج سے قریباً سو سال قبل جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام طبعی وفات پا کر کشمیر میں سرینگر کے مقام پر مدفون ہیں۔ اور یہ کہ آپ کے آسمان پر جانے اور آسمان سے بجسد عنصری واپسی کی داستانیں وضعی ہیں۔ اور ان کا حقیقت کی دنیا سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ تو عیسائیوں اور مسلمانوں کے مذہبی حلقوں میں ایک زبردست ہیجان پیدا ہو گیا اور حضور علیہ السلام کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی کھڑا ہو گیا۔ آپ پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ لوگوں کو آپ کے قتل پر اکسایا گیا۔ عیسائیوں نے آپ پر جھوٹے الزامات لگا کر آپ کو عدالتوں میں طلب کروایا۔ اور جج صاحبان کو درپردہ آپ کو سزا دینے کی ترغیب دی گئی۔ لیکن چونکہ آپ جو بات فرما رہے تھے وہ سچی تھی اور حقیقت پر مبنی تھی۔ اس لئے آپ نے دلائل کے ذریعہ عیسائیوں کے باطلانہ عقیدہ یعنی مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے وغیرہ کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دئے۔

انہی دنوں آپ نے یہ پیش گوئی بھی فرمائی کہ بہت جلد احرار یورپ کا مزاج آپ کی تحقیق اور آپ کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو جائے گا۔

اس پیش گوئی کو ہم نے اپنی آنکھوں سے ایک بار نہیں بلکہ بار بار پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔ یورپ کے انصاف پسند علماء اور مفکرین نے بار بار انہی باتوں پر مبنی کتابیں اور مضامین شائع کئے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی تھیں۔

ابھی حال ہی میں ڈرھم (انگلستان) کے بشپ صاحب نے جو بیانات دئے ہیں ان سے برطانوی چرچ میں ایک زلزلہ کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ بشپ صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ نہ تو Resurrection پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی مسیح علیہ السلام کے بجسد عنصری آسمان پر جانے کے قائل ہیں اور نہ ہی ان کے بجسد عنصری واپس آنے کے قائل ہیں۔ نیز حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے بارہ میں جو قصے کہانیاں مشہور ہیں مثلاً ان کی اصطبل میں پیدائش ہوئی یا تین بادشاہوں نے ان کے حضور تحائف پیش کئے۔ یا ایک خاص ستارے نے ان بادشاہوں کی یروشلم کی طرف رہنمائی کی وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب تصوراتی قصے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

(اخبار ٹائمز ۱۹ دسمبر ۱۹۹۳ء)

بشپ صاحب کے اس بیان سے عیسائی دنیا میں زبردست ہلچل پیدا ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ آرچ بشپ آف کنٹربری نے بھی اخبار ٹائمز مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۹۳ء میں بشپ کے خیالات پر سخت تنقید کی ہے اور ان کے خیالات سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔

چرچ کو عوام کی طرف سے بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ بشپ صاحب کو فارغ کر دیا جائے اور بشپ کا عہدہ ان سے واپس لے لیا جائے۔ چنانچہ اخبار ٹائمز ۲۱ دسمبر ۱۹۹۳ء میں ہی چند خطوط اس مطالبہ کے حق میں شائع ہوئے ہیں۔ لیکن چرچ کے اعلیٰ عہدیداران کو بشپ صاحب کو ہٹانے میں بڑی رکاوٹ یہ پیش آ رہی ہے کہ بشپ صاحب کے خیالات کے موید چرچ کے اور بھی بہت سارے اعلیٰ عہدیداران موجود ہیں۔ اور بعض اور بشپ صاحبان بھی بشپ آف ڈرہم کی حمایت پر کمربستہ ہیں۔ ان حالات میں بشپ صاحب کو ہٹانا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے۔

اب سے کچھ عرصہ قبل انہی بشپ آف ڈرہم صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کے عقیدہ سے بھی انکار کیا تھا اور ان کے اکثر معجزات کو Mythical یعنی تصوراتی قرار دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیش گوئی ہم اپنی آنکھوں سے لفظاً لفظاً بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتے دیکھ رہے ہیں کہ احرار یورپ کا مزاج اسلام کے حق میں تبدیل ہو گا۔

چرچ کے اندر ایک خفیہ تحریک خود چرچ کے معماروں کے ہاتھوں اسے گرانے کے لئے چل رہی ہے۔ عیسائیت کے بنیادی عقائد پر سے خود عیسائی کلیسا کے مفکرین اور علماء کا ایمان اٹھتا جا رہا ہے۔ اور عیسائیت کی عمارت میں بڑے بڑے شگاف نمودار ہو رہے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نتیجہ میں ہو رہا ہے۔ اور آپ کی دعاؤں کے طفیل یہ انقلاب برپا ہوا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے مامور کو کھڑا کرتا ہے تو اس کے حق میں ایک عمومی انتشار روحانی برپا کر دیتا ہے اور فرشتوں کو اس کی تائید میں لگا دیتا ہے جو دلوں میں تحریک کرتے ہیں اور اس مامور کے لئے راستہ صاف کرتے ہیں۔ یہ اسی انتشار روحانی کا ثمرہ ہے کہ خود عیسائی کلیسا کے ذمہ دار علماء کے دلوں میں عیسائیت کے مرکزی بنیادی عقائد کے خلاف تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنی دعاؤں اور دعوت الی اللہ کے ذریعہ عیسائی دنیا کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائے کہ اب پھل پک چکا ہے اور احمدیت کی جھولی میں گرنے کو تیار ہے۔ صرف درخت کو ہلانے کی ضرورت ہے۔

کلام الامام

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس نے مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ در حقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے۔ اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ اور ان میں سے ہے جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا۔ اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واصل ہے اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

تحفۂ قیصریہ - روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳

کرسمس کی "سٹوری" کے کردار تصوراتی ہیں

بشپ آف ڈرھم

یہ علامتی کہانیاں ہیں جو چرچ کے شروع کے دنوں میں گھڑی گئی ہوں گی: ڈیوڈ فراسٹ کو انٹرویو

لندن: ڈرہم کے بشپ ڈیوڈ جینکنز نے یہ کہہ کر ایک اور تنازعہ کھڑا کر دیا ہے کہ عیسائی عقیدہ کے کردار تصوراتی ہیں اور یہ کہ تین دانشمند مردوں کی کہانی پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔ ڈیوڈ فراسٹ کو ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ کرسمس کی سٹوری کو شاعرانہ انداز میں اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ اس سے عقیدہ کی ترجمانی ہوتی ہے۔ بشپ نے کہا کہ وہ اس پر یقین نہیں رکھتے کہ "تین دانشمند مردوں" نے حضرت عیسیٰ کو پیدائش کے وقت انہیں تحائف پیش کئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میرے خیال میں یہ کہانیاں جو کہ علامتی ہیں چرچ کے اوائل کے دنوں میں گھڑی گئیں تھیں جن کا عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حال ہی میں ڈیوڈ جینکنز نے یہ کہہ کر عیسائی عقیدہ میں کھلبلی مچا دی ہے۔ کہ دائمی جنت یا جہنم کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اور یہ کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ ظہور نہیں ہو گا۔

— — — — — — —

بشپ کے حالیہ ریمارکس پر ماحولیات کے وزیر جان گمر نے کہا کہ ڈاکٹر جینکنز ذاتی پبلسٹی کے لئے کرسمس کے تہوار کو ہائی جیک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ امر افسوس ناک ہے کہ بشپ آف ڈرہم نے چرچ کی تعلیمات کو فراموش کر دیا ہے۔ ایجسٹن کی ایم پی ڈیم جل نائٹ اور سیڈل ورتھ کے ایم پی جیفری ڈکنز نے بھی ان متنازعہ ریمارکس اور خیالات پر تنقید کی ہے

(روزنامہ جنگ لندن - ۲۰ - دسمبر ۹۳ء)

فضائل القرآن

قرآن حکیم کی مدد سے تورات وانجیل کے متن کی تصحیح

محترم ابوالفضل راشد صاحب

[یہ مضمون رسالہ ماہنامہ انصار اللہ جلد ۳۴ شمارہ ۷ بابت ماہ جولائی ۱۹۹۳ء سے لیا گیا ہے جو قرآن نمبر کے طور پر ربوہ، پاکستان سے مجلس انصار اللہ نے شائع کیا۔ اور جس کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر پر ٹنڈو آدم سندھ کے ایک ملا احمد حمادی نے یکم نومبر ۱۹۹۳ء کو زیر دفعات اے/ ۲۹۵، بی/ ۲۹۵ اور سی/ ۲۹۸ تعزیرات پاکستان مقدمہ درج کرایا ہے۔ ان کے علاوہ اس رسالہ میں نظمیں اور مضامین لکھنے والے تمام افراد کے خلاف بھی مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ الزام یہ لگایا گیا ہے کہ ان مضامین میں جگہ جگہ قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے "مسلمانوں" کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں اور احمدیت کی تبلیغ کی گئی ہے۔ - - - - - ادارہ]

قرآن حکیم کی ایک بنیادی صفت مہیمن یعنی نگران اور امین ہے۔ اور قرآن کریم کو اہل کتاب کے اختلافات میں حکم قرار دیا گیا ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ مائدہ: ۴۹

ابن عباسؓ فرماتے ہیں المہیمن الامین۔ القرآن امینٌ علیٰ کل کتاب قبلہٗ (بحوالہ بخاری کتاب التفسیر)

قرآن حکیم کی مدد سے انبیاء کے صحیفوں کے متن کو درست کرنا، تحریفوں اور غلطیوں کی اصلاح ایک نیا علم کلام ہے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے اس کی ابتداء ہوئی۔ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں بالخصوص سورہ یوسف کی تفسیر میں اس علم کلام سے کام لیا اور قرآن حکیم کی فضیلت کو اجاگر کر دیا ہے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے ایک رویا صادقہ میں اس علم کلام کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

"ستر مکانوں سے گزر کر آخر میں ایک مکان میں پہنچا جو بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ اس میں میں نے دیکھا کہ ایک بڑی میز بچھی ہوئی ہے جس پر بہت سے انبیاء کے صحیفے پڑے ہوئے ہیں جو لوگوں نے محرف و مبدل کر دئے ہیں۔ اس میز کے ساتھ ہی ایک عظیم الشان کرسی بچھی ہوئی ہے جس پر سیدنا حضرت نورالدینؓ تشریف فرما ہیں۔ آپ ان صحیفوں کو سامنے رکھ کر قرآن کریم کے ذریعہ سے ان اغلاط کو جو بوجہ تحریف ان میں داخل ہو گئی ہیں درست کر رہے ہیں۔ اس رویا کے دیکھنے سے میرے قلب پر خاص اثر ہوا۔ "

(حیات قدسی، حصہ چہارم ۔ ۱۰۹)

اس رویا سے ظاہر ہے کہ قرآن حکیم ہر لحاظ سے معیار صداقت ہے۔ قرآن کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ وہ اہل کتاب کے اختلافات میں حکم ہے۔ علم کی اس شاخ پر اس عاجز نے بھی کچھ کام کیا ہے۔

صحابہ کی تعریف

ایک اختلاف تو بڑا حیران کن ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ صحابہ کی تعریف تورات میں آئی ہے کہ وہ کافروں کے لئے اشدّاء اور آپس میں رحیم و کریم ہیں:۔

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ

(سورہ الفتح: ۳۰)

یہ حوالہ بالکل ناپید تھا۔ یہودیوں کے چیف ربی نے تورات کا عبرانی متن اور انگریزی ترجمہ ایڈٹ کر کے ۱۹۳۶ء میں شائع کیا۔ اس میں انہوں نے نوٹ دیا ہے کہ استثناء ۳۳ باب ۲-۳ کے عبرانی متن میں ہے

"وہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر اشداۃ جمع ہوئے۔ "

چیف ربی کہتے ہیں کہ مسورائی علماء نے اشداۃ کو ایک مرکب لفظ سمجھا۔ اش کے معنے آگ اور داۃ کے معنے قانون یا شریعت کے کر دیئے۔ حالانکہ داۃ کے یہ معنی فارسی دور کے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مرکب نہیں بلکہ ایک ہی لفظ ہے۔ نتیجۃً بہت سے تراجم اشداۃ کو ایک مستقل لفظ سمجھتے ہیں اور اس کے مطابق ترجمہ کرتے ہیں۔ (نوٹ صفحہ ۴۷۰)

راقم عرض کرتا ہے کہ عبرانی لفظ اشداۃ کے بعینہ وہی معنی ہیں جو قرآن کے اشداء کے ہیں۔ چنانچہ اس کے مطابق اب علماء نے معنے "مردان غازی" کے کئے ہیں۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن مطبوعہ ۱۹۵۳ء ملاحظہ ہو اس میں ترجمہ ان الفاظ میں ہے۔

At his right hand warriors belonging to them,

اس کے داہنے ہاتھ ان سے متعلق (یعنی امت کے) مردان غازی جمع ہوئے۔

نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں بھی نوٹ ہے کہ داۃ فارسی دور سے متعلق ہے۔ کلیم اللہ نے مفرد لفظ اشداۃ بولا تھا۔ علماء نے مرکب سمجھ لیا۔ اس ترجمہ سے ایک اور بات یہ معلوم ہوئی کہ تورات کی یہ بشارت اتنی مشہور تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مزامیر میں تورات کے اس مفہوم کو دہرایا۔ زبور میں نیو ورلڈ ٹرانسلیشن کے ترجمہ کے مطابق یہ حوالہ قابل غور ہے۔

"تیری امت کے لوگ، تیری فوجی قوت کے مظاہرہ کے دن رضاکارانہ طور پر خود کو پیش کرتے ہیں ---- تیرے نوجوان صحابہ جانثار بجائے خود قطرات شبنم کی مانند ہیں۔ "

(زبور ۱۱۰: ۳)

تورات اور زبور کے اس حوالے سے ظاہر ہے کہ صحابہؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے لئے اشداء اور آپس میں رحمت و الفت اور مانند شبنم ہیں۔ تورات کے عبرانی متن میں قرآنی حوالے کی باقی نشانیاں بھی مل گئی ہیں۔ اس کے لئے میں نے ایک مقالہ لکھا تھا جو الفرقان مئی ۱۹۶۳ء میں شائع شدہ موجود ہے وہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح الفضل ربوہ ۱۳ فروری ۱۹۸۰ء میں راقم کا مضمون اس موضوع پر قابل مطالعہ ہے۔

(۲) ید بیضاء

دوسری مثال بھی بڑی دلچسپ ہے۔ قرآن میں ید بیضاء کے معجزہ کا ذکر ہے اور ساتھ وضاحت ہے کہ بغیر کسی نقص کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ سفید ہو گیا۔

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ (سورہ القصص: ۳۳)

تورات میں ہے کہ جیب سے ہاتھ نکالا تو وہ برص زدہ ہو کر چمکنے لگا۔ (خروج ۴/ ۶)

تورات کی اصل زبان آرامی عربی تھی۔ عبرانی میں صرح غیر مستعمل ہے لیکن اس کے معنے صاف ہونے کے ہیں...... برص زدہ کے لئے جو لفظ ہے وہ صرع ہے۔ صرع کے معنے عربی میں اور دوسری سامی زبانوں میں بے عیب اور خالص ہونے کے ہیں۔ صرح تورات میں صرع بن گیا۔ یہ ابدال بالکل قرین قیاس ہے۔ یعنی "ح" ۔ "ع" میں بدل گئی۔ عبرانی میں صرح چونکہ غیر مستعمل ہے اس لئے اس لفظ کی جگہ صرع ڈال دیا گیا۔ "مِنْ غَیْرِ سُوْءٍ" نے اس تبدیلی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن حکیم کا فیصلہ ہر عقلمند کے لئے قابل قبول ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، الفرقان ربوہ فروری ۱۹۷۵ء)

(۳) حنیف

قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حنیف کہا گیا۔ تورات میں یہ خطاب سرے سے موجود نہیں۔ پیدائش ۱۴: ۱۴ میں خلیل اللہ کے خانوادہ کو حنیک کہا گیا۔ اس پر یہودیوں کے شائع شدہ ترجمہ تورات میں نوٹ ہے۔

Meaning of Hebrew Hanikh uncertain کہ اس کے معنے غیر یقینی ہیں معین نہیں ہو سکتے۔ حنیک دراصل حنیف ہے۔ قرآن حکیم کی مدد سے غیر معین لفظ کو ہم معین کر سکتے ہیں۔

(۴) حیاۃ الآخرۃ

قرآن حکیم میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حیات الآخرۃ کی طرف برابر دعوت دی تھی۔ ان کے صحف میں یہ ذکر موجود تھا لیکن موجودہ تورات میں مرنے کے بعد زندہ ہونے، جزا سزا، جنت و دوزخ کا کوئی ذکر نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تورات کا متن یہودیوں کے اس فرقہ کی نگرانی میں مدتوں رہا جو قیامت اور حشر نشر کے سرے سے قائل نہیں تھے۔ تورات میں صرف ایک جگہ یوم الآخر کا مفہوم تھا۔ (استثناء ۳۲: ۳۵)

اس میں بھی علماء نے یوم کی میم کو حزف کر دیا۔ تورات کے جتنے مشہور نسخے دستیاب ہیں، ان میں میم غائب ہے جس کے باعث یوم الآخر کا استدلال نہیں ہو سکتا۔ اب مدت مدید کے بعد علماء پر منکشف ہوا کہ اصل متن میں میم موجود تھی۔ نیو انگلش بائبل (۱۹۷۰ء) میں حرف میم کو بحال کر کے ترجمہ کیا گیا۔ پھر بھی تورات میں جنت کی نعماء اور دوزخ کی عقوبتوں کا کوئی ذکر نہیں اس لحاظ سے موجودہ تورات ایک نامکمل کتاب ہے۔ موسیٰ کلیم اللہ کی مکمل تورات نہیں جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔

علماء کہتے ہیں کہ سامری فرقہ کی تورات میں یوم کی میم موجود ہے۔ اس طرح تیسری صدی قبل مسیح میں تورات کا یونانی ترجمہ ستر علماء نے کیا اس کو "سبعینیہ" کہتے ہیں۔ ان کے سامنے جو تورات کا نسخہ تھا اس میں بھی میم موجود تھی۔ بہر کیف قرآن کی فضیلت اس باب میں اظہر من الشمس ہے۔

(۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا

تورات میں یہ ذکر مفقود ہے کہ خلیل اللہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ سے آپ بچ کر نکل آئے۔ قرآن حکیم نے اس کا ذکر کیا ہے کہ آگ خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ کے لئے برداً و سلاماً ہو گئی۔ ترگوم میں اس معجزہ کا نمایاں الفاظ میں ذکر ہے۔ علمائے ترگوم کا کہنا ہے کہ تورات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے یہ الفاظ ہیں۔

"میں خداوند ہوں جو تجھے کسدیوں کے اُور سے نکال لایا" ۔ (پیدائش ۱۵: ۷)

عبرانی میں اُور کے معنی آگ کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ میں تجھے کسدیوں کی بھڑکائی ہوئی آگ سے نکال لایا۔ یہاں لوگوں نے اُور شہر مراد لے لیا جس کے باعث یہ معجزہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مشرقی عیسائیوں کے بعض فرقوں نے اس روایت کو سچ مانا ہے اور اپنے کیلنڈر میں اس معجزے کی تاریخ کا تعین کیا ہے۔ ابی سینیا کے عیسائی بھی اس معجزہ کے قائل تھے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ایم۔ راڈویل کا ترجمہ قرآن، حاشیہ ۔ ۱۵۵)

عیسائیوں کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے آقا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام خلیل اللہ کے آگ میں ڈالے جانے اور اس سے بچنے کے قائل تھے۔

(۶) مثیل موسیٰ کی بشارت

قرآن حکیم میں ہے:۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ

کہ بنی اسرائیل میں سے ایک عظیم الشان شاہد نے اپنے ایک مثیل کے برپا ہونے کی خبر دی اس سے مراد محمد رسول اللہ ہیں۔ وہ تو ایمان لایا مگر تم تکبر کرتے ہو۔ (۴۶: ۱۰)

تورات میں یہ بشارت درج ہے لیکن اس میں ایک فقرہ بڑھا دیا گیا کہ اس نے بنی اسرائیل کے درمیان میں سے مبعوث ہونا ہے۔

"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی سننا۔ "

(استثنا ۱۸: ۱۵)

یہ بشارت سابق عبارت میں دہرائی گئی اس میں "تیرے ہی درمیان سے" کے الفاظ مفقود ہیں۔ (۱۸: ۱۸)

یہ بشارت انجیل میں بھی درج ہے لیکن اس میں "تیرے ہی درمیان سے" کے الفاظ نہیں ہیں۔ پطرس نے اس بشارت کا حوالہ دیا۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی برپا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا۔ (اعمال ۳: ۲۲) ۔ یہ پیش گوئی اعمال (۷: ۳۷) میں دہرائی گئی۔ گویا حواریوں کے سامنے جو تورات تھی اس میں یہ الفاظ مفقود تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ آج سے ۲۳۰۰ سال پہلے جب ستر علماء نے مل کر تورات کا یونانی زبان میں ترجمہ کیا جسے سبعینیہ کہتے ہیں۔ اس میں یہ زائد الفاظ نہیں ہیں۔ صحائف قمران میں ایک قطعہ ملا ہے اس پر استثناء (۱۸: ۱۸) کی پیش گوئی درج ہے۔ اس میں "تیرے ہی درمیان سے" کے الفاظ نہیں ہیں۔ علماء اب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ الفاظ محرفہ ہیں۔ اس تحریف کے کھل جانے کے باوجود یہودیوں نے تورات کا جو نیا ترجمہ ۱۹۶۲ء میں شائع کیا ہے اس میں حسب منشا ترجمہ میں تبدیلی کر دی گئی۔ "بھائیوں میں سے" کی بجائے یہ ترجمہ کر دیا۔

The Lord your God will raise up for you a Prophet from among your own people, like myself;

خداوند تیرا خدا ایک نبی برپا کرے گا میری مانند، تمہارے اپنے آدمیوں میں سے۔ نیو انگلش بائبل ۱۹۷۰ء میں بھی "تیرے بھائیوں میں سے" حذف کر کے One of their own race ترجمہ کر کے مثیل موسیٰ کی بعثت کو نسل اسرائیل تک محدود کر دیا۔ (استثناء ۱۸: ۱۸)

بنو اسرائیل تو آپس میں بھائی تھے ہی تورات میں بنی اسماعیل کو بھی بنی اسرائیل کے بھائی کہا گیا۔ (پیدائش ۲۵: ۱۸)

مقدس پطرس کی تقریر میں وضاحت ہے کہ مثیل موسیٰ نے حضرت مسیح کے بعد مبعوث ہونا ہے۔ (اعمال ۳: ۲۱/ ۲۲) ۔ یہ پیش گوئی اتنی اہم ہے کہ سامری تورات میں دس احکام کے بعد درج ہے۔ جماعت قمران میں بھی اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ انجیل میں دو جگہ درج ہے۔ حضرت مسیح کی بشارت فارقلیط دراصل تورات کی بشارت کی صدائے بازگشت ہے۔

اب بعض مثالیں انجیل کی ملاحظہ ہوں۔

(۱) عبداللہ

بائبل کے عہد عتیق کی بشارات میں آنے والے فرستادہ یعنی مسیحا کو عبد یہواہ (عبداللہ) کہا گیا ہے۔ یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں بتکرار یہ خطاب آیا ہے۔ قرآن حکیم میں حضرت مسیح کا قول درج ہے "اِنّی عبداللہ" ۔ اب بعض جید علماء نے انکشاف کیا کہ انجیل کے آرامی یا عبرانی متن میں عبداللہ تھا۔ چونکہ اس کا ترجمہ یونانی میں ایک ذو معنی لفظ سے ہوا جس کے معنے خادم اور بچہ کے ہیں۔ اس لئے انجیل کے یونانی تراجم میں عبداللہ کو ابن اللہ بنا دیا گیا۔ حضرت مسیح نے خود کو عبداللہ کہا (ابن اللہ محض استعارہ ہے) ۔ ایک

بہت بڑے عالم نے اپنی ضخیم کتاب JESUS میں اس تحقیق کو پیش کیا ہے۔

(Jesus by Guigne Bert P: 266. 268.)

ایک دوسرے عالم نے عیسائیت کے بنیادی عقائد پر ایک کتاب لکھی ہے:۔

The Foundation of New Testament Christology by R. H. Fuller اس کتاب میں علماء عصر حاضر کے حوالے سے یہ انکشاف کیا گیا کہ حضرت مسیح کا اپنا دعویٰ تجسم خدا کی بدولت ابن اللہ ہونے کا نہیں تھا۔ بلکہ یسعیاہ نبی کی بشارات کے مطابق خادم خدا (عبد یہواہ) ہونے کا تھا۔ فلسطینی عیسائیت میں یہی حوالے ملتے ہیں۔ (اُعمالؑ ملاحظہ ہو)۔ عبد یہواہ کا جب یونانی ترجمہ ہوا تو ذو معنی لفظ PAIS مستعمل ہوا جس کے معنی خادم اور بچہ کے ہیں۔ اس استثناء کے باعث بعض جگہ خادم خدا کا ابن اللہ بن گیا "خدا کا بیٹا" بائبل کا محاورہ اور محض استعارہ ہے۔ (ص ۱۹۳۔ ۱۹۴)

[تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انصاراللہ نومبر ۱۹۸۴ء میں راقم کا مقالہ حضرت مسیح عبداللہ تھے نہ کہ ابن اللہ]۔

(۲) ربوۃ ذات قرار و معین

قرآن حکیم میں حضرت مسیح اور ان کی والدہ کے متعلق "ربوۃ ذات قرار و معین" کے الفاظ آئے۔ بائبل میں یہ ذکر مفقود ہے۔ اس کے لئے بعض نئے آثار ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ وادی قمران کی غاروں سے یسعیاہ نبی کے صحیفہ کا متن ملا ہے اس میں یسعیاہ باب ۵۳ کا متن کچھ مختلف ہے۔ اس کو حضرت مسیح نے اپنے حق میں ایک پیش گوئی قرار دیا ہے۔ یسعیاہ نبی کے صحیفہ قمران میں خادم خدا (عبد صادق) کے متعلق ہے۔

- وہ عقوبت شدید سے گزرے گا اور زندگی کی روشنی میں آ جائے گا۔
- وہ طویل عمر پائے گا اور اپنی نسل در نسل دیکھے گا۔
- اس کی قبر وہ شریروں کے ساتھ بنائیں گے اور اغنیاء کے ساتھ اس کا اونچا مقام۔

More light on the Dead Sea scrolls by Miller Burrows P. 152.

"اونچا مقام" میں کیا ربوۃ کی طرف اشارہ ہے؟۔ یہ امر قابل غور ہے۔

۲۔ دریائے دجلہ کے ساحلی علاقہ میں ایک سریانی صحیفہ کا انکشاف ہوا اس میں ابتدائی نصاریٰ کی ۴۲ نظمیں ملی ہیں ان میں ہے کہ بنی اسرائیل کے منتشر قبائل نے اپنے آقا کو "بلند مقامات" میں قبول کیا۔ یہ نظم نمبر ۹ کا مفہوم ہے اور نظم نمبر ۳۳ میں اشارہ ہے کہ فرستادہ خدا ایک بلند چوٹی پر کھڑا ہے اور ایک بے عیب بتولہ بھی وہاں ہے۔ وہ لوگوں سے مخاطب ہے۔ گویا ایک بلند چوٹی پر مریم اور ابن مریم کا ذکر ہے کہ وہ وہاں بر سر عمل ہیں۔

۳۔ رومن حکومت کے خطرہ اور یہودیوں کے خوف کی وجہ سے یہ لکھنا تو ناممکن تھا کہ جس کو تم نے صلیب دیا وہ موت سے بچ کر ایک اونچے پہاڑ پر ہے البتہ پہلی صدی کے آخر میں یوحنا حواری نے اپنے مکاشفات میں اشارہ کنایہ اور کشفی زبان میں کہا کہ برہ (حضرت مسیح) اور اس کی دلہن (یعنی کلیسا) ایک بلند پہاڑ پر ہیں۔ وہاں آسمان سے ایک نیا یروشلم اتارا گیا۔

(مکاشفات یوحنا عارف ۲۱: ۹۔ ۱۰)

۴۔ دوسری صدی کے آخر میں یوحنا کے شاگردوں میں یہ بات مشہور تھی کہ حضرت مسیح ہر دور زندگی سے گزرے ہیں۔ بچوں کے لئے ان کا بچپن نمونہ ہے، لڑکوں کے لئے ان کا لڑکپن، جوانوں کے لئے ان کی جوانی اور بوڑھوں کے لئے ان کا بڑھاپا۔ بڑی عمر کے لئے "اٹیاس سیز" لاطینی کے الفاظ ہیں اس طرح ہر دور زندگی کی سیرت لوگوں کے لئے نمونہ ہے۔ پھر ان کا انتقال ہوا۔

اس روایت کو چرچ نے یہ کہہ کر بگاڑ دیا کہ حضرت مسیح جوانی میں صلیب نہیں دئے گئے بلکہ بڑی عمر میں، جب کہ ان کی عمر پچاس کے لگ بھگ تھی صلیب دئے گئے۔ اس طرح وہ ہر دور زندگی سے گزرے۔ یہ بشپ ارینیوس Ereneus کے الفاظ ہیں۔ ظاہر ہے کہ اصل روایت سے پیچھا چھڑانے کے لئے یہ تاویل کی گئی۔ جبکہ پچاس سال کی عمر میں صلیب پانا انجیل کے سراسر خلاف ہے۔

۵۔ انجیل یوحنا کے دو تتمے ہیں دوسرا بعد میں بڑھایا گیا (ایک پرانے نسخہ میں یہ حذف ہے)۔ غالباً دوسری صدی میں یہ اضافہ ہوا۔ اس کی رو سے حضرت مسیح کے صرف وہی کام نہیں ہیں جس کا انجیل یوحنا میں ذکر ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے کارہائے نمایاں ہیں۔ وہ بے پایاں اور لا محدود ہیں اگر وہ ضبط تحریر میں لائے جائیں تو ان کتابوں کے لئے دنیا میں جگہ نہ رہے۔ (یوحنا ۲۱: ۲۵)

علمائے اہل کتاب کا محاورہ ہے کہ خدا کے کلمات لا محدود ہیں۔ زمان و مکان ان کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ قرآن حکیم میں بھی ایسا ہی ہے۔ بہرحال یہ امر واضح ہے کہ حضرت مسیح نے یسعیاہ باب ۵۳ کی پیش گوئی کے مطابق بہت طویل عمر پائی اور ایسے کلمات اللہ بیان کئے کہ ان کے مخفی حقائق کا کوئی حد و حساب نہیں۔ ان حوالوں میں حضرت مسیح کے اس دور زندگی کے لئے اشارات ہیں جس کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے۔

(۳) بشارت احمد

قرآن حکیم میں ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے بعد آنے والے رسول کا نام احمد بتایا۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

(سورہ الصف: ۷)

انجیل میں حضرت مسیح کے بعد آنے والے روح حق کو تکمیل دین کا مظہر اور پاراکلیت کہا گیا۔ (یوحنا۔ ۱۴: ۲۶، ۱۶: ۷، ۱۴: ۱۶)۔ پاراکلیت کے معنی مدد گار، تسلی دہندہ یا وکیل کے کئے جاتے ہیں۔ جیک فینی گان کہتے ہیں کہ اگر اس کو معمولی تبدیلی کے ساتھ "پیری کلوت" پڑھا جائے تو اسکے معنی احمد اور محمد کے ہو جاتے ہیں۔ (دی آرکیالوجی آف ورلڈ ریلیجن از جیک فنی گان ص ۴۹۴۔ ۴۹۵)

علماء نصاریٰ معترض ہیں کہ انجیل میں ہے "خدا تمہیں دوسرا پاراکلیت بخشے گا"۔ (یوحنا ۱۴: ۱۶)۔ ظاہر ہے کہ پہلے پاراکلیت حضرت مسیح خود ہیں لہٰذا اس سے مراد احمد نہیں ہو سکتا۔ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ نیو انگلش بائبل (۱۹۷۰ء) نے جو ترجمہ کیا ہے وہ کچھ مختلف ہے

He will give you another to be your advocate

کہ وہ تمہیں ایک دوسرا بخشے گا جو کہ تمہارا وکیل ہو گا۔ یہاں دوسرا رسول یا دوسرا مدد گار دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ بشارت انجیل میں مثیل موسیٰ یعنی دوسرا رسول مراد ہے۔ اس بحث کو ہم یہاں پر چھوڑتے ہیں۔ مصر کے آثار قدیمہ سے ملنے والے صحیفہ دمشق میں حضرت مسیح کے مبشر بہ کو ایمتہ یا ایمتھ Emeth کہا گیا۔ کیا یہ احمد کا متبادل ہے۔ یہ امر قابل غور ہے اس عبرانی صحیفہ کے الفاظ ہیں۔

ویود یعیم بید مشیحو روح قدشو وھوا ایمتہ وبفروش شمو شموتی ھم۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کے توسط سے ایک مقدس روح کے برپا ہونے کی خبر دی اور وہ ایمتہ ہے۔ اور اس کے نام کی بنیاد پر اوروں کے بھی نام ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ یہاں ایمتہ (جس کے معنی عبرانی میں حق اور سچائی کے ہیں) اللہ تعالیٰ کو کہا گیا۔

(The Riddle of the Scrolls, by H. E. Dell Me. Dico P: 388.389)

راقم کا خیال ہے کہ خدا کے مسیح کے حوالے سے بات کی گئی۔ اس سے مراد حضرت مسیح کا مبشر بہ ہے۔ ظاہر ہے احمد عبرانی میں ایمتہ ہو گیا اور معنی سراپا سچائی کے ہو گئے۔ اس لئے انجیل کا حوالہ زبردست قرینہ کے طور پر موجود ہے۔ انجیل میں پیلاطوس کی عدالت میں حضرت مسیح کی گواہی کے الفاظ درج ہیں اس کا ترجمہ جیمس مغاٹ نے انجیل میں اس طرح کیا ہے۔

"میں اس لئے پیدا ہوا ہوں اور اس واسطے دنیا میں آیا ہوں کہ سچائی کی گواہی دوں۔ ہر ایک جو کہ سچائی سے متعلق ہے میری آواز سنتا ہے "سچائی" پیلاطوس نے کہا What does truth mean. سچائی کے معنی کیا ہوئے؟۔ (یوحنا ۱۸: ۳۸)

حیران کن امر یہ ہے کہ کیا پیلاطوس سچائی کے معنوں سے واقف نہیں تھا۔ پیلاطوس کا سوال ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح نے گواہی دیتے ہوئے ایک ایسا نام لیا تھا جس سے پیلاطوس شناسا نہیں تھا۔ علماء کہتے ہیں کہ حضرت مسیح نے عبرانی میں ایمتہ کہا تھا اس کا یونانی ترجمہ ابتھیا کر دیا گیا جس کے معنی حق کے ہیں۔

پیلاطوس ابتھیا اور ایمتھ سے واقف تھا کیونکہ یہ کثیرالاستعمال تھے۔ راقم کے خیال میں حضرت مسیح نے احمد بولا تھا جسے عبرانی انجیل میں ایمتھ بنا دیا گیا۔ گواہی کے الفاظ دراصل یہ تھے۔

"میں اس لئے پیدا ہوا ہوں اور اس واسطے دنیا میں آیا ہوں کہ احمد کی گواہی دوں۔ ہر ایک جو کہ بشارت احمد سے شناسا ہے وہ میری آواز سنتا ہے "احمد" پیلاطوس نے کہا "احمد" کے معنی کیا ہوئے؟"

علماء کہتے ہیں کہ حضرت مسیح نے ایمتہ کہا تھا۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے احمد کہا تھا۔ یہ ایک نئی تحقیق ہے اس نظریہ پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایمتھ کے نیچے اسم احمد مضمر ہو۔

یہاں یہ بتانا بھی خالی از دلچسپی نہ ہو گا کہ بعض علماء نے صحیفہ دمشق میں "ہوا" کو مشتبہ قرار دیا ہے اور اسے حوزو پڑھا ہے جس کے معنی سموئیل نمبر ۹: ۹ میں نبی اور رسول کے ہیں۔ گویا ھوا ایمتھ کی بجائے رسول ایمتھ مراد ہے۔ قرآن حکیم میں برسول کے الفاظ ہیں۔ اسی طرح شمو کے معنی اس کے نام کے ہیں۔ قرآن میں اسمہٗ ہے۔ [تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو راقم کی تصنیف، صحائف قمران، صفحہ ۱۷۵ تا ۱۸۶]۔

یہ سوال بھی ہو سکتا ہے کہ احمد حضرت مسیح کی زبان کا لفظ نہیں ہے انہوں نے اپنی زبان میں بشارت دی ہو گی۔ احمد عربی نام ہے اس کے جواب میں گزارش ہے کہ حضرت مسیح کی مادری زبان آرامی تھی جسے بعد ازاں سریانی کہا گیا۔ سریانی میں احمودروٹ موجود ہے جیسے عربی میں حمد ہے۔ ۔ (ڈاکٹر فرانسس براؤن کی انگریزی عبرانی ڈکشنری ۔ شائع کردہ آکسفورڈ ۱۹۵۵ء زیر لفظ حمد)۔

پس حضرت مسیح کی زبان میں رسول کا اسم احمد (آئیندہ) سریانی روٹ احمودا کے قریب تر ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت فارقلیط میں آنے والے روح کو ایمتھ کہا گیا۔ لیکن تراجم کے اختلاف میں یہ بات چھپی ہوئی ہے۔ روح الحق کا ترجمہ لیونگ بائبل میں روح جو کہ خود سچائی ہے کیا گیا۔ یہ مسلمہ ہے کہ سچائی کے لئے یونانی لفظ ابتھیا اور عبرانی میں ایمتھ ہے۔ Living Bible کا ترجمہ اس طرح ہے۔

"میری اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہ تم سے کہوں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ مقدس روح آئے گا جو کہ خود سچائی (ایمتھ) ہے وہ کامل سچائی کے لئے ہدایت دے گا۔ (یوحنا ۱۶: ۱۲۔ ۱۳)

ظاہر ہے کہ آنے والے پیغمبر کو ایمتہ کہا گیا۔ انجیل میں ہے کہ وہ مقدس روح آئے گا جو کہ خود ایمتہ ہے۔ صحیفۂ دمشق میں ہے خدا کے مسیح نے ایک مقدس روح کی خبر دی جس کا نام ایمتہ ہے۔ اس تقابل سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں حوالے ایک منبع سے نکلے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ عربی کا احمد عبرانی میں ایمتہ ہو، یہ متبادل ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح نے احمد کہا ہو اور انجیل نویسوں نے اسے ایمتہ بنا دیا۔ عبرانی کالدی عظیم ڈکشنری میں ہے کہ عبرانی میں حیمد اور ایمتہ کو اکٹھا کر دیا جاتا ہے جیسے ہم حمد و ثناء کہتے ہیں اسی طرح زبور میں چھ جگہ حیمد اور ایمتہ اکٹھا آیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایمتہ میں حمد کے معنی سموئے ہوئے ہیں لہٰذا احمد کا ایمتہ بن جانا قرین قیاس ہے۔

(۴) آل عمران

انجیل میں ہے کہ حضرت مسیح داؤد کی نسل ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔ اپنی ماں کی طرف سے آل عمران کے چشم و چراغ ہیں ان کی ماں بنت عمران تھی۔ اب ثابت ہے کہ داؤد کی نسل والے حوالے الحاقی ہیں۔

کیتھولک انجیل کا حوالہ شروع دن سے الحاقی ثابت ہو چکا ہے۔ یہ نسخہ لاطینی نسخہ کا ترجمہ ہے۔ اس میں ہے جبرائیل داؤد کے گھرانے کی ایک کنواری کے پاس جو جوزف نامی ایک مرد سے بیاہی ہوئی تھی بھیجا گیا۔ (لوقا ۱: ۲۶، بائبل مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال، روما ۱۹۰۸ء)۔

یہی حوالہ یونانی یعنی پراٹسٹنٹ بائبل میں بایں الفاظ ہے۔ "جبریل فرشتہ خدا کی طرف سے ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی۔"

آرتھر فنڈلے، ایک آزاد خیال عالم لکھتے ہیں:۔

اگر مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے تو وہ باپ کی طرف سے داؤد کی آل سے کیسے ہو سکتے ہیں۔ انجیل نے یوسف نجار کے حوالہ نسب سے مسیح کو داؤد کا بیٹا قرار دیا جب کہ مریم خاندان ہارون (آل عمران) سے تھیں۔ The Psychic stream, P: 690.

انجیل میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مریم ذکریا کاہن کی بیوی ایسبات کی رشتہ دار تھیں جو کہ بنات ہارون سے تھیں۔ (لوقا ۱: ۵، ۱: ۳۶)

اس حوالہ سے ظاہر کہ حضرت مریم بھی آل عمران یا خاندان ہارون سے تعلق رکھتی تھیں۔ دوسری صدی کا باطنی عالم Valentinion انجیل کے حوالے سے کہتا ہے۔

جب یہود نے یسوع سے پوچھا تو داؤد کا بیٹا ہے تو اس نے جھڑک دیا کہ میں داؤد کا بیٹا نہیں ہوں۔ (اے ڈکشنری آف کرسچین بایوگرافی از ولیم سمتھ حصہ اول ۔ ۲۵۹ زیر لفظ باردیسان)۔

نیشین ایک بہت بڑا سریانی عالم تھا اس نے ایک انجیل مرتب کی جو کہ مطابقت اناجیل کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس نے مسیح کے نسب نامے اور ایسے سب حوالے حذف کر دئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ آل داؤد سے ہیں۔ (ڈکشنری مذکورہ زیر لفظ نیشین صفحہ ۷۹۵)

قرن اول کی ایک عبرانی انجیل میں لکھا ہے:۔

انجیل عبرانیہ کی رو سے نیشین جانتا تھا کہ حضرت مریم آل ہارون سے ہیں اس لئے آل داؤد والے نسب نامے اس نے قبول نہیں کئے۔ (ڈکشنری آف بائبل اینڈ کرائسٹ از ہیسٹنگ جلد دوم صفحہ ۱۴۰)۔

(۵) میلاد مسیح

قران حکیم میں ہے۔

وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا

(سورہ مریم: ۲۶)

کہ حضرت مسیح کی ولادت اس موسم میں ہوئی جب کھجور پکے ہوئے تھے۔ فلسطین میں کھجور کے پکنے کا موسم ستمبر اکتوبر ہے۔ خرما موسم گرما میں پکتا ہے۔ عیسائی یوم میلاد ۲۵ دسمبر کو مناتے ہیں۔ اب علماء تسلیم کرتے ہیں کہ یہ یوم ولادت نہیں بلکہ روما میں سورج دیوتا کی پیدائش کا دن تھا جو بڑے دھوم دھام سے منایا جاتا تھا۔ اس رسم بد

M.A.AMINI
TEXTILES

SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDING
BED SETTEE COVERS

PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TELEPHONE: 0274 391832
81/83 ROUNDHAY ROAD,
LEEDS, LS8 5AQ
TELEPHONE: 0532 48188
FAX NO. 0274 720214

کے قلع قمع کے لئے اس کی جگہ میلاد مسیح کو رکھ دیا گیا۔ انجیل لوقا میں ایک قوی اشارہ موجود ہے جس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ اس میں لکھا ہے کہ جس موسم میں مسیح پیدا ہوئے چرواہے اپنے گلوں کو (غاروں سے نکال کر) میدانوں میں لے آتے اور وہاں رات بسر کرتے۔ اسی علاقہ میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلہ کی نگہبانی کر رہے تھے۔ (لوقا ۲: ۸)

اس حوالے سے ظاہر ہے کہ موسم گرما تھا۔ ورنہ اواخر دسمبر میں درجہ حرارت اتنا گر جاتا ہے کہ میدانوں میں رات بسر کرنا ممکن نہیں تھا۔ اب قرآن حکیم میں بیان فرمودہ موسم خرما کی تائید ہو رہی ہے۔ سکالرز کہہ رہے ہیں کہ حضرت مسیح ستمبر یا اکتوبر میں پیدا ہوئے تھے۔

قرن اول میں یہودی کیلنڈر کی رو سے کھجور پکنے کا مہینہ ایلول ہے جو ماہ اگست ستمبر کا متبادل ہے۔ حضرت مسیح کس مہینے میں پیدا ہوئے؟۔

جے لیٹی ورث نے اپنی کتاب میں انگورا کے ایک کتبہ کی مدد سے اور چین کے قدیم کلاسیک لٹریچر کے حوالے سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضرت مسیح ۸ قبل مسیح میں ستمبر یا اکتوبر میں پیدا ہوئے تھے۔ (پیکس بائبل کومنٹری ۱۹۱۹ء صفحہ ۹۶۷)۔

اس بائبل کومنٹری میں لوقا ۲: ۸ کے تحت نوٹ ہے۔ چرواہے اپنے گلوں سمیت راتیں میدانوں میں بسر کرتے۔ لوقا میں بیان کردہ موسم ماہ دسمبر کا نہیں ہو سکتا۔ ہمارا کرسمس ڈے مقابلۃً بعد کی روایت ہے جو کہ سب سے اول مغرب میں روشناس ہوئی۔ (صـ ۷۲۷)

دوسرا ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ کلیسا میں پندرہ سو سال سے حضرت مریم کے مقدس حمل کا تہوار ۸ دسمبر کو منایا جاتا ہے۔ (چیمبرز انسائیکلوپیڈیا زیر لفظ mary)

اس حساب سے ستمبر میں میلاد مسیح کی تعین ہوتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جان ڈی ڈیوس اپنی بائبل ڈکشنری میں Year کے نیچے لکھتا ہے کہ فلسطین میں ماہ ستمبر یعنی یہودی مہینہ ایلول میں کھجور پک کر تیار ہوتا ہے۔ (صـ ۷۸۷)۔

ان حوالوں سے قرآن حکیم کی صداقت اظہر من الشمس ہے۔ رطباً جنیاً میں ایک عظیم الشان حقیقت کا اظہار ہے اور عیسائی دنیا کی تاریخی غلطی کی طرف اشارہ ہے۔

(۶) حضرت مریم کا مقام روحانی

قرآن حکیم میں ہے۔

وبرا بوالدتی۔ (سورہ مریم: ۳۳)

کہ حضرت مریم صدیقہ کا بہت بڑا روحانی مقام تھا۔ حضرت مسیح نے فرمایا کہ میں اپنی ماں سے نیک سلوک کرنے والا ہوں۔ لیکن انجیل میں ہے کہ حضرت مسیح نے کہا اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام۔ (یوحنا ۲: ۴)

سورہ تحریم کے آخر میں ہے کہ بنت عمران مومنوں کے لئے ایک مثالی نمونہ تھیں اسکے برعکس بعض آباء کلیسا کہتے ہیں کہ بروئے انجیل مریم سے نعوذ باللہ ایمان کی کمزوری کا گناہ سرزد ہوا تھا نئے آثار سے منکشف ہوا ہے کہ یہ سب تحریفات ہیں۔ مصر کے آثار سے حضرت مسیح کے ۱۱۴ قول ملے ہیں جن کے راوی توما حواری ہیں۔ اس حوالے سے اسے "انجیل توما" کا نام دیا گیا۔ اس انجیل میں حضرت مسیح کے اصل خطاب کے الفاظ ملے ہیں۔ "اے عورت مجھے تم سے کیا کام" کی بجائے اس انجیل میں یہ الفاظ ہیں۔ "میری ماں ..... میری صدیقہ ماں نے مجھے زندگی سے روشناس کیا۔ (قول ۱۰۱)

(The Gospel according to Thomas 1959)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنی والدہ کے بلند روحانی مقام کو بخوبی جانتے تھے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ ایذا دہی کے بعد حضرت مسیح اور ان کی والدہ دونوں ایک بلند مقام پر پناہ گزیں ہوئے جہاں ان کے لئے جائے قرار تھا اور چشمے جاری تھے۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ قرن اول و دوم کے نصاریٰ کی ۴۲ سریانی نظمیں آثار سے ملی ہیں۔ ان میں ہے کہ حضرت مسیح اور انکی والدہ ایک اونچی چوٹی پر ایستادہ ہیں۔ وہاں حضرت مریم نے خطاب کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں مومنوں کے لئے ایک مثالی نمونہ ہوں۔ میرے قالب میں اپنے آپ کو سمو لو تو نجات پا لو گے۔

نظم نمبر ۳۳ میں ہے کہ اس اونچی چوٹی پر جہاں فرستادہ خدا کھڑا تھا۔ ایک بے عیب بتولہ کھڑی ہو گئی۔ حوالہ یہ ہے۔ "بلکہ اس اونچی چوٹی پر ایک پاکباز بتولہ کھڑی ہو گئی۔ اس نے اعلان کیا کہ اے آدم کے بیٹو!، اے بنات آدم! واپس آؤ اور راہ فساد کو ترک کر دو اور میرے قریب ہو جاؤ۔ اس طرح میں تمہارے قالب میں سما جاؤنگی میں تمہارے لئے حکم ہوں۔ جو مجھے اوپر اوڑھ لیں گے وہ زخم رسیدہ نہ ہونگے۔ ایسے لوگ ایک نئی دنیا کے وارث ہوں گے۔ لافانی دنیا کے۔ اے میرے منتخب لوگو مجھ میں چلو اور جو میرے متلاشی ہونگے۔ ان کو اپنی راہوں سے روشناس کرونگی اور ان کو اس قابل بناؤنگی کہ وہ میرے نام پر اعتبار کریں۔

(The forgotton books of Eden. P: 136).

اس نظم میں اس مثالی مقام مریمیت کا بیان ہے جس کا سورہ تحریم کے آخر میں ذکر ہے۔

وضرب اللہ مثلاً ۔۔۔ القانتین۔

(سورہ تحریم ۱۲،۱۳)

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝

اپنے مراسلات اور مضامین صاف کاغذ پر اور خوشخط تحریر میں روانہ کریں

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

(نسیم سیفی)

یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے کہ اس نے حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ کو بھی ایک اعلیٰ پایہ کا شاعر بنایا تھا اور حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند ارجمند حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کو بھی ذوق شعری سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ ڈاکٹر تھے اور لوگوں کا جسمانی علاج کرتے تھے۔ لیکن اپنی شاعری سے آپ نے روحانی غذا بھی مہیا کی اور روحانی دوا بھی۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے اگر صرف ایک ہی نظم جس کا عنوان ہے

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

کہی ہوتی تو پھر بھی احمدی شعراء میں آپ کا بہت بڑا مقام ہوتا۔ لیکن اس نظم کے علاوہ بھی انہوں نے سادہ عام فہم زبان میں متعدد نظمیں کہی ہیں۔

علیک الصلوٰۃ علیک السلام کے ایک دو بند سنئے۔ جی تو چاہتا ہے کہ ساری نظم درج کر دوں کیونکہ یہ نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور نعتوں میں اس نعت کا درجہ بہت بلند ہے۔

بدرگاہ ذی شان خیرالانام
شفیع الوریٰ مرجع خاص و عام
بصد عجز و منت بصد احترام
یہ کرتا ہے عرض آپ کا اک غلام
کہ اے شاہ کونین عالی مقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

خلائق کے دل تھے یقیں سے تہی
بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپ کے دم سے اس کا قیام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

آپ کی نظمیں پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا موزوں الفاظ آپ کے سامنے قطار اندر قطار کھڑے ہیں اور آپ بلا تکلف ان کو اٹھا اٹھا کر نہایت قرینے سے رکھتے چلے جاتے ہیں۔ آپ کی ایک نظم ہے "دعائے من"، ایک دو بند سنئے۔

خدائے من خدائے من
دوائے من شفائے من
قبائے من ردائے من
رجائے من ضیائے من
قبول کن دعائے من

دعائے من ندائے من
خدائے من نوائے من
نوائے من صدائے من

معاف کر سزا مری
گنہ مرے جفا مری
قبول کر دعا مری
صدا و التجا مری
کہ بخشا نہیں کوئی
سوا ترے خطا مری
خدائے من خدائے من
قبول کن دعائے من

ترقیاں مدام دے
مسرتوں کے جام دے
نجات کا پیام دے
کشوف دے کلام دے
حیات دے دوام دے
فلاح دے مدام دے
خدائے من خدائے من
قبول کن دعائے من

کس قدر شوکت ہے اس نظم میں اور اس کے ساتھ حسین غنائیت!

مشکل مذہبی اصطلاحات کو عام فہم الفاظ میں پیش کرنے میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ ایک نظم کا عنوان ہے۔

غریبوں کی سادہ باتیں اور اہل علم کی اصطلاحیں

جان پہچان تم سے ہو جائے
معرفت سے بھلا ہمیں کیا کام
بات سننے کو میں ترستا ہوں
مجھ کو الہام چاہئے نہ کلام
تم پہ مرتے ہیں اے مرے پیارے
عشق کا دے رہے ہو کیا الزام
یونہی چھپ چھپ کے ملتے رہنا تم
وصل کا تو خیال ہی ہے خام
زاہدو کیا کریں دعاؤں کو
مانگنا بھیک ہے ہمارا کام
مجھ سے تقویٰ کا کرتے ہو کیا ذکر
ڈرتا رہتا ہوں جب میں تم سے مدام

اس طرح اس نظم میں متعدد اصطلاحوں کو عام فہم الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ اشعار تغزل کی جان نہیں تو اور کیا ہیں۔

تم آئے اور گلے ملنے سے کترائے تو کیا آئے
ہم آئیں اور تمہارا دل نہ گرمائے تو کیا آئے
مزہ آنے کا ہے تب ہی کہ ہنستے بولتے آؤ
اگر چہرے پہ اپنے بے رخی لائے تو کیا آئے

رباعیات اور قطعات میں آپ نے حکمت کے انمول موتی پیش کئے ہیں

اگر تندرستی کی ہے آرزو
طبیبوں کی کرنا نہ تم جستجو
یہی ایک کافی ہے یارو عمل
کلو واشربو لیک لا تسرفو

آپ کا مجموعہ کلام "بخار دل" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کی ترتیب شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی نے کی ہے۔ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے تعارف کے طور پر خود ہی تحریر فرمایا۔

"شعر کی تعریف اس سے زیادہ نہیں کہ وہ باوزن ہو اور اس کے الفاظ عمدہ اور مضمون لطیف ہو۔ میرے بزرگوں کو چونکہ شاعری سے مناسبت تھی۔ اس لئے مجھ میں بھی کچھ حصہ اس ذوق کا فطری طور پر آیا ہے۔ مگر اس طرح کہ دس دس بارہ بارہ سال کے عرصے میں ایک شعر بھی نہیں کہتا پھر کچھ کہہ لیتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ میرے اشعار مطلب کے حامل ہوتے ہیں نہ کہ الفاظ کے۔ میں ایک مضمون ذہن میں رکھ کر شعر کہتا ہوں اور الفاظ اس مضمون کے پابند ہوتے ہیں نہ کہ مضمون الفاظ کا۔ اس لئے بجائے تغزل کے یہ اشعار نظم کی صورت رکھتے ہیں اور بجائے آمد ہمیشہ آورد کا رنگ ان میں ہوتا ہے۔"

شاعر ہونے کے علاوہ آپ ایک نہایت اچھے نثر نگار بھی تھے۔ آپ بیتیوں کو ہمیشہ سے ادب میں وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ آپ نے بھی ایک آپ بیتی لکھی ہے۔ ایسے واقعات جن کا براہ راست آپ سے تعلق ہے یا ایسے دلچسپ واقعات جن کے وقوع پذیر ہونے سے آپ نے ایک خاص تاثر لیا ان کو قلم بند فرما کر آپ نے اپنی زندگی کے نہایت مفید تجربوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

آپ ایک بلند پایہ انشاء پرداز تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے متعدد مضامین تحریر فرمائے ہیں۔ جو کتابی صورت میں تو شائع نہیں ہوئے لیکن احمدیہ جماعت کے اخباروں میں ان کا انبار لگا پڑا ہے۔

(بشکریہ الفضل ربوہ ۱۴ نومبر ۱۹۹۳ء)

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES DIRECT TO PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL, MIDDLESEX UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 6859/8988
MOBILE 0831 693 120
FAX 081 571 8988

اسیران راہ مولیٰ کے لئے

خصوصی دعاؤں کی درخواست

احباب کرام سے درخواست ہے کہ اسیران راہ مولیٰ کی جلد اور باعزت رہائی کے لئے خصوصی دعائیں جاری رکھیں۔

ساہیوال کیس کے اسیر راہ مولیٰ رانا نعیم الدین صاحب آج کل فیصل آباد سنٹرل جیل میں ہیں۔ ان کی نظر کمزور ہو گئی ہے اور گردے میں چھوٹی سی پتھری ہے جس کی وجہ سے تکلیف ہو جاتی ہے ان کی صحت کاملہ کے لئے بھی دعا کرتے رہیں۔

خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء بمقام روزہل ماریشس

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

۱۹۹۳ء کا سال جمعہ کے روز ہی شروع ہوا تھا اور جمعہ کے روز ہی ختم ہو رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی برکتیں جماعت کے لئے لایا ہے جو آئندہ ہمیشہ جاری رہنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سال اس حال میں اختتام پذیر ہو رہا ہے کہ اگلے سال کے لئے بھی بہت سی خوش خبریاں پیچھے چھوڑ کر جا رہا ہے جن کا ذکر میں انشاء اللہ وقف جدید کے اعلان کے بعد دوسرے حصہ میں کروں گا۔ جیسا کہ سابقہ

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان

روایات رہی ہیں۔ ہر سال کے آخر پر جو آخری خطبہ ہو اس میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کیا جاتا ہے۔ وقف جدید کا آغاز ۱۹۵۷ء کے آخر میں ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب تک خدا تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر فائز نہیں فرمایا میں اس وقت سے لے کر آخر تک وقف جدید میں ایک خادم کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ اس پہلو سے اس تحریک سے مجھے ایک زائد قلبی وابستگی بھی ہے اور یہ اعلان کرتے ہوئے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ یہ تحریک اللہ کے فضل کے ساتھ دن دگنی، رات چوگنی ترقی کرتی چلی جا رہی ہے اور اس کا فیض زیادہ وسیع ممالک پر محیط ہو رہا ہے۔ جب میں نے ۱۹۹۳ء کے سال کا اعلان کیا تو مجھے یاد ہے کہ میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ وقف جدید کا جو بیرون کا حصہ ہے یعنی وقف جدید کا ایک تعلق تو پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان سے ہے اور شروع میں وقف جدید انہی ممالک سے مخصوص رہی۔ چندوں کے اعتبار سے بھی اور خدمت کے اعتبار سے بھی۔ چند سال پہلے میں نے یہ اعلان کیا کہ جہاں تک چندوں کا تعلق ہے، سب دنیا کو وقف جدید کی تحریک میں شامل ہونا چاہئے۔ کیونکہ جب تحریک جدید کا آغاز ہوا تھا تو ہندو پاک اور بنگلہ دیش میں چندے جمع کئے جاتے تھے اور اسے ساری دنیا پر خرچ کیا جاتا تھا۔ اب جب کہ ساری دنیا میں جماعتیں مستحکم ہو چکی ہیں تو اسی اصول کے تابع کے

هل جزاء الاحسان الا الاحسان

کوشش کرنی چاہئے کہ باہر سے چندہ اکٹھا کر کے اب ان ممالک میں وقف جدید کے مقاصد پر خرچ کریں۔ اس پہلو سے جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی اخلاص کے ساتھ لبیک کہا۔ گذشتہ سال کے آغاز پر میں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ بیرون پاکستان کا چندہ اب کروڑ کے قریب پہنچ چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت ذرا مزید کوشش کرے تو اس سال کے اختتام تک انشاء اللہ بیرون کا چندہ ایک کروڑ سے زائد ہو سکتا ہے۔ جس وقت میں نے یہ اعلان کیا اس وقت پاکستان سمیت کل وعدہ جات ایک کروڑ باون لاکھ چھیالیس ہزار آٹھ سو چھیاسٹھ روپے کے تھے اور بہت بڑی رقم جو درمیان میں رہ گئی تھی وہ وصولی میں کمی تھی۔ پھر بھی مجھے یقین تھا اور یہ میرا لمبا تجربہ ہے کہ یہ جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے۔ ایک اعجازی جماعت ہے۔ اس جماعت سے جتنی بھی بڑی توقعات کی جائیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں پورا کرتا چلا جاتا ہے اور حیرت انگیز طور پر بعض دفعہ ایک ناممکن بات بھی ممکن ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ پس اسی امید پر میں نے یہ اعلان کیا تھا۔ آج مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ ۱۹۹۳ء میں وقف جدید کی مجموعی وصولی ایک کروڑ اکانوے لاکھ روپے تک پہنچ چکی ہے۔ اس میں سے اگر پاکستان، بنگلہ دیش وغیرہ کا وعدہ نکال دیا جائے تب بھی ایک کروڑ بیس لاکھ روپے باہر کی وصولی ہے اور پاکستان، بنگلہ دیش اور بیرونی ممالک کی وصولی ملا کر ایک کروڑ اکانوے لاکھ اڑسٹھ ہزار باسٹھ روپے ہوئی ہے۔ جہاں تک بیرون کے وعدوں کا تعلق ہے وہ ترانوے لاکھ انتیس ہزار تین سو بہتر روپے کے تھے جبکہ وصولی ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ اکتیس ہزار تین سو پانچ روپے تک پہنچ گئی۔

پس خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت نے اس توقع کو بہت نمایاں طور پر پورا کیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح آئندہ بھی جماعت کا قدم ترقی کی طرف رواں دواں رہے گا۔ جہاں تک جماعتوں کی آپس کی دوڑ کا تعلق ہے، میں نمونۃً چند جماعتوں کی مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا رہا ہوں۔ آج بھی چند مثالیں آپکے سامنے رکھنے کے لئے نکالی ہیں۔ مجموعی طور پر خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کو دنیا بھر کی جماعتوں پر وقف جدید کے چندے کے لحاظ سے سبقت حاصل ہوئی ہے اور وہ باقی ممالک سے نمایاں طور پر آگے ہے۔ گذشتہ سال جب جماعت کے عام چندوں اور چندہ وصیت وغیرہ کے متعلق میں نے موازنہ پیش کیا تھا اور یہ بتایا تھا جرمنی نے اس سال جماعت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پاکستان کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اس پر مجھے پاکستان سے بہت سے احتجاج کے خطوط ملے۔ شکووں کے خط ملے۔ جیسے میں نے جرمنی کو زبردستی آگے کر دیا ہو اور یہ پڑھ کر مجھے لطف آتا تھا کہ ساتھ جوش کا اظہار تھا کہ بس ایک دفعہ غلطی ہو گئی اب ہم نے انہیں آگے نہیں نکلنے دینا اور اب ماشاء اللہ وقف جدید کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے جرمنی کو تیسرے نمبر پر کر دیا ہے اور تقریباً جرمنی سے دوگنے وعدے ہیں۔ پس اللہ کے فضل سے ساری جماعتیں سبقت فی الخیر کا ایک ایسا جذبہ رکھتی ہیں کہ اسکی مثال دنیا کی کسی اور قوم، کسی اور جماعت میں نہیں مل سکتی۔ پاکستان نمبر ایک ہے اور امریکہ چالیس لاکھ تریسٹھ ہزار روپے کی وصولی کے ساتھ دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ تیسرے نمبر پر جرمنی ہے اور جب تک ماریشس کا نام نہیں آتا، میں یہ فہرست پڑھتا چلا جاؤں گا۔ چوتھے نمبر پر کینیڈا ہے، پانچویں نمبر پر برطانیہ ہے، چھٹے نمبر پر انڈیا ہے، ساتویں نمبر پر سوئٹزرلینڈ، آٹھویں پر جاپان، نویں پر انڈونیشیا اور دسویں نمبر پر ماشاء اللہ ماریشس ہے۔ جماعت کی تعداد کے لحاظ سے ماریشس نے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت نمایاں قربانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو مبارک فرمائے۔ فی کس قربانی کے لحاظ سے سوئٹزرلینڈ نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ وقف جدید میں ہم نے دنیا کے کسی اور ملک کو آگے نہیں نکلنے دینا۔ اس سال بھی خدا کے فضل سے وہ اس عہد پر قائم رہے چنانچہ فی کس وصولی کے لحاظ سے یعنی اسی پونڈ سے کچھ زائد فی کس چندہ وقف جدید، چندہ دہندگان نے ادا کیا جو خدا کے فضل سے غیر معمولی قربانی ہے کیونکہ بے شمار دوسرے چندے بھی ہیں اور وقف جدید ان میں نسبتاً چھوٹی حیثیت کا چندہ ہے۔ اس میں انہوں نے نہ صرف یہ کہ نمایاں طور پر غیر معمولی قدم آگے بڑھایا ہے بلکہ جاپان جو کبھی ان کے قریب تھا۔ اسے تقریباً نصف فاصلے پر پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ جاپان کا فی کس وعدہ ۴۷ پونڈ ہے۔ بلجیم ایک چھوٹا سا ملک ہونے کے باوجود خدا کے فضل سے تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ جماعت میں تبلیغ کے لحاظ سے بھی غیر معمولی جوش ہے۔ ان کی وصولی فی کس کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے اور امریکہ بہت معمولی فرق کے ساتھ چوتھے نمبر پر اور نمبر پانچ پر جرمنی ہے۔ اگر دسویں نمبر پر ماریشس ہوتا تو میں پوری لسٹ پھر پڑھ جاتا تاکہ آپ کا نام پھر سامنے آجائے لیکن ایک اور لسٹ ہے جس کے لحاظ سے آپ کا نام سامنے آنے والا ہے۔ ماشاء اللہ۔

ایک پہلو سے افریقہ کا ایک ملک غانا سب دنیا سے آگے نکل گیا ہے اور وہ پہلو چندہ دہندگان کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کرنے کا ہے یعنی وقف جدید میں جتنے پہلے چندہ دینے والے تھے، ان میں کتنا مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس لحاظ سے سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا غانا ہے۔ انکی تعداد ۱۹۹۲ء میں صرف ۲۵۲۰ تھی اور اب ماشاء اللہ ۹۹۷۰ ہو گئی ہے۔ جماعت غانا بھی ہر پہلو سے بیدار ہو رہی ہے اور ماشاء اللہ نمبر دو پر گیمبیا ہے۔ جہاں پر ابھی بہت زیادہ کام کی گنجائش ہے۔ نمبر تین پر فلسطین ہے جنہوں نے سو فیصد سے بھی زائد چندہ دہندگان کی تعداد بڑھائی۔ پھر انڈونیشیا ہے پھر بلجیم اور چھٹے نمبر پر ماریشس کی باری ہے جہاں ۸۴۳ وعدہ دہندگان کی تعداد خدا کے فضل سے بڑھ کر ۱۱۴۲ ہو چکی ہے۔ اور جس طرح میں نے یہاں جماعت کو مخلص پایا ہے اور ہر فرد بشر سے ملاقات کر کے میں نے یہاں اندازہ لگایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معمولی سی توجہ کرنے سے آئندہ سال تعداد کے لحاظ سے بھی یہاں غیر معمولی اضافہ ہو سکتا ہے۔ ساتویں نمبر پر سوئٹزرلینڈ ہے۔

مختلف جماعتوں کے آگے بڑھنے میں منتظمین کی محنت، خلوص اور دعاؤں کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ وہ جماعتیں جو محض صفر کے قریب ہوتی ہیں۔ جب ان میں انتظامیہ میں

تبدیلی پیدا کی جائے۔ مخلص، فدائی کارکن آگے آئیں تو غیر معمولی طور پر وہاں تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور صفر کے قریب ہونے کی بجائے وہ سو کے قریب پہنچ جاتی ہیں۔ یہ عمومی طور پر سب دنیا میں ہمارا تجربہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کا اخلاص عالمی طور پر تقریباً یکساں ہی ہے۔ تمام دنیا کے احمدی قربانی، فدائیت کے جذبے اور اخلاص میں ایک لحاظ سے برابر کی چوٹ ہیں لیکن انتظامیہ کمزور ہو جاتی ہے۔ بعض جگہ انتظام کا تجربہ نہیں ہوتا۔ نئے نئے ممالک ہیں، ان کو سلیقہ نہیں کہ کس طرح کام کرنا ہے، کس طرح دل بڑھانا ہے اور ہر فرد بشر تک پہنچنا ہے۔ جتنی بھی خامیاں دکھائی دی گئی ہیں، وہ کارکنوں کی کمزوری یا نا تجربہ کاری کی وجہ سے ہیں۔ یہی غانا جو خدا کے فضل سے لمبی چھلانگیں مار کر آگے نکلا ہے، ایک زمانہ میں بہت پیچھے تھا۔ اب انتظامیہ میں ایک بیداری بھی پیدا ہو رہی ہے۔ ایک نیا ولولہ پیدا ہو رہا ہے۔ تجربہ بڑھ رہا ہے۔ تبلیغ کے میدان میں بھی غانا اب بڑے زور سے آگے بڑھ رہا ہے اور چندوں کے میدان میں بھی اب خدا کے فضل سے بیداری کے آثار نمایاں ہیں۔ اس لئے تمام دنیا کے امراء کو اپنی انتظامیہ کے معیار پر نگاہ رکھنی چاہئے اور جہاں کہیں کمزوری دیکھیں تو یقین کریں کہ جماعت کے اخلاص کی کمزوری نہیں۔ یہ انتظامیہ کی کمزوری یا نا تجربہ کاری ہے۔ اس پہلو سے امیر اگر اپنے ہر شعبہ پر نظر رکھے اور سال کے آغاز ہی سے کمزور شعبوں کو خاص توجہ دے کر آگے بڑھانے کی کوشش کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ سال کے آخر تک یہ ساری کمزوریاں دور نہ ہو جائیں۔

دنیا کے ہر ملک کے متعلق میرا تجربہ یہی ہے کہ جہاں انتظامیہ کو بہتر بنایا گیا وہاں اللہ کے فضل سے جماعت نے ضرور ساتھ دیا ہے۔ کبھی شکوہ نہیں ہوا کہ جماعت کمزور ہے۔ ہمت ہار بیٹھی ہے۔ اخلاص کے ساتھ جواب نہیں دیتی۔ کیونکہ اس جماعت کی گھٹی میں لبیک۔ اللھم لبیک لکھ دیا گیا ہے۔ یہ اللہ کی تقدیر ہے جو جاری ہو چکی ہے۔ اس لئے جماعت کے اخلاص کے بارے میں میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی کبھی کوئی شکوہ پیدا نہیں ہوگا۔ منتظمین کو بیدار رہنا چاہئے اور توجہ کرنی چاہئے۔ امریکہ نے جو غیر معمولی طور پر وقف جدید میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کا سہرا بھی ایک حد تک وہاں کے نیشنل سیکرٹری وقف جدید انور محمود خان صاحب کے سر پر ہے اور امیر صاحب یو۔ ایس۔ اے نے خاص طور پر ان کی محنت کی تفصیل بھیجی ہے تاکہ ان کو دعا میں یاد رکھا جائے۔ اسی طرح باقی سب دنیا میں جو مخلصین خدمت دین پر مامور ہیں، انکو آپ سب اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

وصولی کی اجتماعی حیثیت کے لحاظ سے یعنی وقف جدید کے تمام شعبوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے (باہر کی دنیا میں تو زیادہ چندے نہیں ہیں لیکن پاکستان میں وقف جدید کے اور بھی شعبے ہیں مثلاً بالغان کا چندہ ہے، اطفال کا چندہ ہے۔ اسکے علاوہ وہ مراکز جہاں وقف جدید کے معلم بھیجے جاتے ہیں، انکا ایک الگ چندہ ہوتا ہے۔ پھر تھرپارکر کی تحریک کے لئے الگ چندہ ہے تو ان سب چندوں کو عمومی طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے) پاکستان کی جماعتوں کا مقابلہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کراچی سارے پاکستان کی جماعتوں میں اول نمبر پر ہے۔ ربوہ دوسرے نمبر پر ہے۔ لاہور تیسرے نمبر پر ہے۔ فیصل آباد چوتھے اور سیالکوٹ پانچویں نمبر پر ہے۔ اسلام آباد چھٹے نمبر پر۔ گوجرانوالہ نمبر سات۔ راولپنڈی نمبر آٹھ پر ہے، گجرات نمبر نو اور شیخوپورہ دسویں نمبر پر ہے۔

جہاں تک دفتر اطفال یعنی محض بچوں سے چندہ اکٹھا کرنے کا تعلق ہے، اس میں بھی کراچی تمام پاکستان کی جماعتوں میں سبقت لے گیا ہے اور ربوہ کی بجائے لاہور دوسرے نمبر پر آتا ہے اور تھوڑے سے فرق کے ساتھ ربوہ پھر فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی سیالکوٹ، شیخوپورہ، سرگودھا اور پھر کوئٹہ کی باری ہے۔ یہ مختصر کوائف میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ تمام دنیا کی جماعتیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ لیکن دعا میں صرف اپنے آپ کو یاد نہ رکھیں بلکہ سب دنیا کی جماعتوں کو یاد رکھیں۔ خصوصیت سے وہ جماعتیں جو غیر معمولی قربانی کر کے آگے بڑھ رہی ہیں، انکے لئے جزاء کی دعا کرنی چاہئے اور جو پیچھے رہنے والی ہیں ان کے لئے آگے بڑھنے کی دعا کرنی چاہئے۔ ہماری دعاؤں میں اجتماعیت ہونی چاہئے اور یہ نہ ہو کہ ہر جماعت صرف اپنے لئے دعا کرے۔ پس میں تمام دنیا کی جماعتوں کو تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں اور خصوصیت سے جو محنت کرنے والے کارکنان ہیں انکو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ ہمارا آئندہ سال پہلے سے بہت بڑھ کر بابرکت ثابت ہو۔

اس ضمن میں یہ ایک عجیب اتفاق ہے یا اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے کہ ماریشس کی سرزمین سے میں نے وقف جدید کے اگلے سال کا اعلان کرنا تھا اور ماریشس کے ہی ایک مخلص نوجوان جو واقف زندگی ہیں یعنی عبدالغنی جہانگیر، انکو اللہ تعالیٰ نے رویا میں وقف جدید کے متعلق ہی کچھ دکھایا اور تقریباً مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے انہوں نے بڑے تعجب سے مجھے یہ رویا لکھا جو بہت معنی خیز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک رویا دیکھا جس کا دل پر گہرا اثر ہے۔ لیکن سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا مطلب ہے؟ میں نے دیکھا کہ جماعت احمدیہ ایک میز کی طرح ہے جسکی ٹانگیں بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہیں لیکن وقف جدید کی اور تحریک جدید کی دو ٹانگیں باقی ٹانگوں سے زیادہ تیز بڑھ رہی ہیں۔ یہاں تک کہ دیکھتے دیکھتے وقف جدید کی ٹانگ بہت ہی زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھنا شروع ہو گئی۔ تحریک جدید کی ٹانگ نے پوری کوشش کی کہ ساتھ مقابلہ کرے لیکن نہ کر سکی تو اچانک میں نے دیکھا کہ تحریک جدید کی ٹانگ میں بولنے کی طاقت پیدا ہوئی اور اس نے کہا بس بس! اب میں اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتی۔ تم بڑھنا کم کر دو۔ ہلکا کر دو۔ وقف جدید کی ٹانگ نے جواب دیا یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ میں اپنے اختیار سے نہیں بڑھ رہی۔ مجھے بڑھنا ہی بڑھنا ہے۔ اسکی تعبیر کچھ تو چندوں کی شکل میں نظر آ رہی ہے۔ جس تیز رفتاری کے ساتھ وقف جدید کے چندے گذشتہ کے مقابل پر بڑھ رہے ہیں۔ اتنا تیز اضافہ تحریک جدید میں نہیں ہے۔ اس کے علاوہ برکت والی تعبیر کے متعلق امید رکھتا ہوں کہ وہ تعبیر پوری ہوگی اور وہ یہ ہے کہ وقف جدید کے عمل کا میدان ہندوستان، بنگلہ دیش اور پاکستان ہیں۔ اس وقت یہ صورت ہے کہ تحریک جدید کے تابع جو دوسری جماعتیں ہیں وہ بہت زیادہ تیزی سے آگے بڑھ رہی ہیں۔ اس لئے مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ جہانگیر صاحب کی یہ خواب ان معنوں میں پوری ہو کہ اچانک دیکھتے دیکھتے بنگلہ دیش، ہندوستان اور پاکستان کی جماعتیں اس تیزی سے آگے بڑھنے لگیں کہ باہر کی جماعتوں سے آگے نکلنے لگیں اور وہ احتجاجاً کہیں کہ تم کچھ بڑھنا کم کر دو اور وہ یہ جواب دیں کہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ یہ ہمارے رب کی تقدیر ہے جسے ہم بدل نہیں سکتیں اور خدا کرے کہ میری یہ تعبیر سچی نکلے اور اس کو سچا ثابت کر دکھلانے میں ان جماعتوں کو جو محنت کرنی ہے، جو دعا کرنی ہے، جس اخلاص سے خدمت کرنی ہے، ہم سب مل کر ان کے لئے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو یہ توفیق بخشے اور واقعتہً یہ نظارے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آغاز اس ملک سے ہوا جو آج ان تین ملکوں میں بٹا ہوا ہے یعنی بنگلہ دیش، ہندوستان اور پاکستان۔ اور جہاں سے آغاز ہوا اس علاقے کا پیچھے رہ جانا ایک رنگ میں تکلیف کا موجب ہے۔ یہ درست ہے کہ وہاں مخالفت بھی غیر معمولی طور پر زیادہ ہوئی ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کی تقدیر فیصلہ فرمالے تو مخالفت کی کوکھ سے تائید کے ایسے دریا بہہ نکلتے ہیں اور اس قدر قوت سے وہ چشمے پھوٹتے ہیں کہ پھر دنیا کی مخالفانہ طاقتوں کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ پس یہ جو آواز عبدالغنی جہانگیر کو سنائی دی گئی ہے کہ وقف جدید کی تحریک کہتی ہے میرا بس کوئی نہیں۔ چاہوں بھی تو رک نہیں سکتی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا فضل ہے جو مجھے بڑھاتے ہوئے آگے لے جا رہا ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں میرا کوئی اختیار نہیں۔ خدا کرے جن معنوں میں میں نے اسکی تعبیر سوچی ہے، اللہ انہی معنوں میں ہماری توقعات سے بڑھ کر اس کی تعبیر کو پورا فرمائے۔

نئے سال کی مبارکباد اور خوشخبری

اب میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ماریشس کی سرزمین کی یہ خوش قسمتی ہے کہ آج اس مبارکباد کے ساتھ جو میں ایک تاریخی تحفہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں پیش کرنے والا ہوں، اس کے اعلان کی سعادت اس سرزمین کو حاصل ہو رہی ہے اور وہ تاریخی تحفہ یہ ہے کہ جب ہم نے سیٹلائیٹ کے ذریعے سب دنیا سے رابطے کا آغاز کیا تو جمعہ کا ایک گھنٹہ یا کچھ زائد وقت یا کچھ جلسوں اور اجتماعات کے موقعہ پر ایک دو گھنٹے زائد ملا کرتے تھے۔ احباب جماعت عالمگیر کی طرف سے بار بار اس خواہش کا اظہار ہوتا تھا کہ آپ نے عادت ڈال دی ہے۔ اب ایک ہفتہ انتظار نہیں ہوتا۔ کوشش کریں کہ خواہ کچھ بھی خرچ کرنا پڑے۔ روزانہ یہ پروگرام جاری ہو۔ آج میں نئے سال کے تحفہ کے طور پر ماریشس کی سرزمین سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے ایشیا کے لئے جاپان سے لے کر افریقہ تک اور اس علاقے میں براعظم آسٹریلیا بھی شامل ہے، ہفتہ میں ایک گھنٹہ کی بجائے ہفتہ میں ساتوں دن بارہ گھنٹے روزانہ پروگرام چلا کرے گا اور خدا کے فضل سے یہ پروگرام اب مستقل طور پر اسی سیارے سے جاری رہے گا جس کا جماعت کو علم ہو چکا ہے اور وہ اپنے انٹینا کے رخ اس طرف کئے

بیٹھے ہیں اب بیچ میں تبدیلیاں نہیں ہونگی۔ پہلے جو بار بار تبدیلی کرنی پڑتی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ ایک گھنٹے کی اہمیت کوئی نہیں ہے۔ بڑی بڑی کمپنیاں ایک گھنٹے والے کو سر کا کے کبھی ادھر پھینک دیتی ہیں کبھی ادھر پھینک دیتی ہیں۔ جو بڑے گاہک ہیں، انکی خاطر ایک گھنٹہ والے کو قربان ہونا پڑتا ہے۔ جب ہم اصرار کرتے تھے کہ ہمیں لندن کے ڈیڑھ بجے والا وقت ضرور رکھنا ہے تو کہتے تھے کہ اچھا پھر ہم تمہیں کسی اور سیارے پر پھینک دیتے ہیں۔ اب ہمارا ان کے ساتھ معاہدہ ہوچکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاہدہ آئندہ سالوں میں بھی جاری رہے گا اور یہ سیارہ جو ہمارے لحاظ سے بہت زیادہ موزوں ہے، اس کے ذریعہ آئندہ تمام ایشیا کی جماعتیں، تمام افریقہ کی جماعتیں اور خدا کے فضل کے ساتھ شمالی افریقہ کی جماعتیں بھی، (جنوبی افریقہ کے متعلق میں ابھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا، غالباً وہ بھی شامل ہوں گے) اور آسٹریلیا بھی۔ یہ سارے ممالک جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ روزانہ بارہ گھنٹے کا پروگرام سن سکیں گے اور دیکھ سکیں گے۔

جہاں تک یورپ کا تعلق ہے۔ سردست ہم نے روزانہ ساڑھے تین گھنٹے کا وقت حاصل کرلیا ہے اور اسکے اندر شمالی افریقہ بھی شامل ہے یعنی یورپ کا یہ جو دائرہ ہے، شمالی افریقہ تک بھی محیط ہے یعنی وہ دونوں طرف سے ہمارے پروگرام سن سکے گا اور سارا افریقہ اس کی لپیٹ میں ایشیا اور یورپ کو ملا کر آجاتا ہے۔ روس کا آخری کنارا جو مشرق کی طرف ہے، وہ بھی اس میں شامل ہے اور مغرب کی طرف اور جنوب کی طرف پرتگال کا ملک شامل ہے۔ شمال میں ناروے کا انتہائی شمالی حصہ شامل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب یورپ میں بھی اور ساتھ تعلق رکھنے والے حصہ میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یقیناً ساڑھے تین گھنٹے روزانہ کا پروگرام بنایا جایا کرے گا۔ سب سے بڑی مشکل جو زیادہ وسیع پروگراموں کے سلسلے میں پیش آتی ہے، وہ "سافٹ ویئر" Software یعنی پروگراموں کی تیاری ہے۔ بارہ گھنٹے روزانہ کا پروگرام ویڈیو پر بنانا یہ اتنا بڑا کام ہے کہ عام آدمی اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ یہی ایک جھجک تھی جس کی وجہ سے میں نے پچھلے سال خواہش کے باوجود اس کو ملتوی کردیا تھا۔ اب حالات کے تقاضے ایسے ہیں کہ اسے ملتوی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ غیر معمولی طور پر نئے علاقوں کا، نئی قوموں کا، نئے مزاج کے لوگوں کا، نئی زبانیں بولنے والوں کا احمدیت کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اور طلب اتنی بڑھ چکی ہے کہ ناممکن ہوگیا ہے کہ جماعت احمدیہ محض لٹریچر کے ذریعہ ان پیاسوں کی پیاس بجھاسکے۔ لازم ہوگیا تھا کہ ہم ایک وسیع پروگرام کے ذریعے دنیا کی اکثر آبادی تک ٹیلی ویژن کے ذریعے پہنچ سکیں۔ خدا کے فضل سے ڈش انٹینا کا رواج اب دنیا میں بہت بڑھ گیا ہے۔ ہم جس دائرے میں کام کریں گے، لازماً ایک کروڑ سے زائد آدمی ان پروگراموں کو دیکھنے والے ہوں گے۔ ہم نے جو ڈش انٹینا کا اسٹیشن لیا ہے وہ ایسا ہے کہ اس علاقہ میں آج جو ہر دلعزیز پروگرام دکھائے جارہے ہیں ان کے بالکل قریب واقع ہے اس لئے ہندوستان کے لوگ جس ڈش انٹینا کے ذریعے اپنے محبوب پروگرام دیکھتے ہیں اسی پر وہ ہمارے پروگرام بھی سن اور دیکھ سکیں گے۔ اس پہلو سے جماعت کی تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا ہے۔ جہاں تک پروگراموں کا تعلق ہے گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے انگلستان کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں، خواتین اور مرد، سینکڑوں کی تعداد میں محنت کررہے ہیں۔ ان کے گروپ بنا کر میں نے ہدایت کی تھی کہ اس طرح کام کرو تو ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ اللہ کے فضل سے تقریباً جنوری کے بیس دنوں کا پروگرام یعنی بارہ گھنٹے روزانہ کے حساب سے تو وہ مکمل کرچکے ہیں اور باقی کام ابھی جاری ہے۔ علاوہ ازیں باقی دنیا کی جماعتوں کو میں نے نصیحت کی تھی اور تفصیل سے ہدایتیں دی تھیں کہ آپ اپنے اپنے ملک کے نقطہ نگاہ سے اور اپنے ہاں بولی جانے والی بولیوں کے نقطہ نگاہ سے خود پروگرام بنائیں۔ اگر بنگلہ دیش چاہتا ہے کہ بنگلہ دیش میں جماعت کا پروگرام عمدگی سے اعلیٰ مقاصد کو پورا کرتے ہوئے دکھایا جائے تو اصل ذمہ داری بنگلہ دیش جماعت کی ہے کہ وہ بہترین پروگرام تیار کریں اور ہمیں بھجواتے جائیں اور ہمارے پاس وقت اتنا ہے کہ ہم انشاء اللہ کھلا وقت انکو دیتے چلے جائیں گے۔ اگر افریقہ کے کچھ ممالک مثلاً غانا چاہتا ہے کہ ہماری مقامی زبانوں میں ہمیں ٹیلی ویژن کا پروگرام پہنچایا جائے۔ نائیجیریا چاہتا ہے، سیرالیون چاہتا ہے، گیمبیا چاہتا ہے تو ان سب کا فرض ہے کہ اپنی اپنی زبانوں میں پروگرام بنائیں اور ہمیں بھیجتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ بارہ گھنٹے بھی کم ہوجائیں اور زیادہ وقت کی ضرورت پڑے اور اس پہلو سے ہم نے معاہدے میں یہ بات شامل کرلی ہے کہ جہاں بارہ گھنٹے سے زائد ہمیں ضرورت پڑے، تم نے کسی اور کے پاس یہ وقت نہیں بیچنا بلکہ پہلے گاہک ہم ہونگے تو انشاء اللہ تعالیٰ جتنے زیادہ وقت کی ضرورت ہوگی اتنا وقت لے لیا کریں گے۔ جاپان کو چاہئے کہ اپنے لئے جاپانی پروگرام بنائے، کوریا کو چاہئے کہ کورین زبان میں پروگرام بنائے۔ غرضیکہ اب دنیا کی جماعتوں کے لئے ایک صلائے عام ہے۔ کھلی دعوت ہے۔ آیئے شوق سے آگے بڑھیں۔ بھرپور حصہ لیں۔ اگر پاکستان چاہتا ہے کہ سندھی پروگرام بھی چلیں اور بلوچی پروگرام بھی چلیں اور سرائیکی پروگرام بھی چلیں اور پنجابی پروگرام بھی چلیں، اردو پروگرام بھی چلیں تو پاکستان کی جماعتوں کو ایسے پروگرام بنا کر ہمیں بھجوانے چاہئیں۔

ٹیلی ویژن کے پروگراموں کی تفصیل

جہاں تک مرکزی پروگراموں کا تعلق ہے اس سلسلے میں سب سے اہم اور سب سے عظیم الشان پروگرام یہ بنایا گیا ہے کہ مسلسل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہترین قراءت کے ساتھ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت ہوا کرے گی اور ہر آیت کے بعد مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ پیش کیا جایا کرے گا۔ اور امید ہے انشاء اللہ ایک دو سال کے اندر ہم دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں روزانہ کچھ نہ کچھ ترجمہ پیش کرسکیں گے۔ اب آپ دیکھیں کہ رشین زبان میں جو ترجمہ کیا گیا ہے، کتنے ہیں جن تک وہ پہنچ سکتا ہے۔ کتنے ہیں جو عربی زبان میں اصل متن کو پڑھ بھی سکتے ہیں؟ لکھو کھا میں سے ایک بھی نہیں ہے۔ لیکن اچھی تلاوت سے سننا تو اور بھی دل پر اثر کرتا ہے اور اگر اچھی آواز میں پڑھ کر وہ ترجمہ سنایا جائے تو دلوں پر حیرت انگیز اثر چھوڑتا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن کریم کو مختلف زبانوں میں متعارف کروانے کے لئے ہمارے ترجمے کافی نہیں تھے۔ انکو کتابی صورت میں شائع کرکے بیچنا یا دلچسپی لینے والوں تک پہنچانا بہت بڑا کام تھا اور عام طور پر ہر زبان کا ایک بھاری طبقہ ایسا ہے کہ جو خواہش کے باوجود ہر چیز کو حاصل نہیں کرسکتا۔ نہ ان کو ہمارا پتہ، نہ ہی ہمیں ان کا پتہ۔ جن کو خواہش ہے ان کے پاس پیسے نہیں اور پھر بڑی تعداد میں ایسی قومیں بھی ہیں جن کی زبان میں ترجمے تو ہوچکے ہیں مگر ان کو پڑھنا ہی نہیں آتا۔ مثلاً یوروبا ہے جو نائیجیریا کے شمال میں بولی جاتی ہے۔ اس میں اگر ترجمہ ہے تو اکثر لوگ پڑھ ہی نہیں سکتے۔ اسی طرح افریقہ کی دوسری بہت سی زبانیں ہیں جن کو پڑھنے والے موجود نہیں ہیں اور ہم ترجمہ کرچکے ہیں۔ اب ہم جماعت کے ذریعے غیروں کو بھی انکی اپنی زبان میں قرآن کریم کی تعلیم روزانہ دیا کریں گے اور اچھی تلاوت کے ساتھ جب قاری پڑھے گا تو لوگ اس کی نقل بھی اتار سکتے ہیں۔ وہ تلاوتیں پیش کی جائیں گی جن میں قاری ٹھہر ٹھہر کر پڑھے گا۔ آرام سے، سہولت کے ساتھ، کسی جلدی کے بغیر پھر اس کا ترجمہ سمجھا سمجھا کر پڑھا جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ قرآن کے مطالب اور معانی تمام دنیا کے لئے عام کردیئے جائیں گے اور حضرت امام مہدی کے آنے کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ وہ خزانے لٹائے گا۔ غیر احمدی علماء تو دنیا کے خزانوں کی انتظار لئے بیٹھے ہیں کہ امام مہدی آئے تو دنیا کے خزانے لٹائے۔ ان کو کیا علم کہ دنیا کا سب سے بڑا خزانہ تو قرآن کریم کا خزانہ ہے جو آسمان سے اترا ہے۔ ایسا خزانہ تو دنیا میں کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ اور یہی وہ خزانہ تھا جس کو بانٹنے کے لئے امام مہدی نے تشریف لانا تھا۔ اور آج امام مہدی کے غلاموں کو یہ توفیق مل رہی ہے کہ انشاء اللہ یہ خزانہ اب گھر گھر بانٹا جائے گا۔

زبانیں سکھانے کا پروگرام

دوسرا اہم پروگرام زبانیں سکھانے کا ہے۔ جب وقف نو کی تحریک کی گئی تو اس وقت سے میرے دل میں یہ خلش تھی کہ ہم ہزاروں بچوں کو قبول تو کر بیٹھے ہیں۔ ان کی تربیت کیسے کریں گے۔ ان کو زبانیں کیسے سکھائیں گے، انکی روزمرہ کی ابتدائی تربیت ان کی اپنی زبانوں میں کیسے کریں گے۔ ہمارے پاس تو اتنے معلم نہیں ہیں کہ جہاں جہاں بچے ہیں وہاں معلم پہنچادیئے جائیں۔ ہمارے پاس اتنے زبان دان نہیں ہیں کہ جہاں جہاں زبان کے خواہش مند ہیں۔ ان کو اہل زبان سے انکی اپنی زبان سکھائی جائے۔ اگر اربوں روپیہ بھی ہم خرچ کرتے تو یہ ناممکن تھا۔ جامعہ ربوہ میں ہی پورے استاد مہیا نہیں کہ جو عرب ہوں اور عربی کی تعلیم دے رہے ہوں۔ انگریز ہوں جو انگریزی کی تعلیم دے رہے ہوں۔ فرانسیسی ہوں جو فرانسیسی کی تعلیم دے رہے ہوں۔ غرضیکہ زبانیں سکھانے کا کام بہت ہی مشکل تھا اور سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیسے کریں گے اور اب تک خدا کے فضل سے ۱۵ ہزار سے زائد واقف نو بچے جماعت کو عطا ہوچکے ہیں۔ جب یہ پروگرام بنا تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک ایسا منصوبہ ڈال دیا جس کے ذریعے ہم دنیا کی بڑی زبانیں،

اہل زبان کی زبان میں تمام دنیا کے احمدی بچوں کو اور بڑوں کو بھی ٹیلی ویژن کے ذریعے سکھا رہے ہونگے اور روزانہ یہ پروگرام جاری ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس سلسلے میں جو دلچسپ بات ہے وہ یہ ہے کہ ٹیلی ویژن کا جو پروگرام دکھایا جا رہا ہو گا وہ بغیر کسی ایک زبان کے ہو گا۔ اور اسکے ساتھ مختلف چینل میں مختلف زبانیں سکھائی جا رہی ہوں گی۔ فی الحال وسیع تر ٹیلی ویژن کا جو انتظام ہے یعنی بارہ گھنٹے روزانہ والا، اس میں ہمیں صرف دو چینل ملے ہیں یعنی بیک وقت دو زبانیں اس پر دکھائی جا سکیں گی۔ جبکہ یورپ کے ساڑھے تین گھنٹے ٹیلی ویژن پر ہم بیک وقت آٹھ زبانیں سکھا سکیں گے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ کسی زبان کو سکھانے کے لئے کسی اور زبان کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اگر "کری اولہ" Creole سکھانی ہے تو نہ وہ اردو میں سکھائی جائے گی نہ جرمن میں نہ انگریزی میں نہ فرنچ میں نہ کسی اور زبان میں سکھائی جائے گی۔ "کری اولہ" Creole کو "کری اولہ" Creole میں ہی سکھایا جائے گا اور اسی طرح بچے تعلیم پاتے ہیں۔ بچوں کے لئے کونسا آپ کوئی دوسری زبان کا سہارا ڈھونڈتے ہیں کہ بچے کو پہلے اردو میں انگریزی سکھائی جائے یا انگریزی میں اردو پڑھائی جائے۔ ماں باپ کی زبان بچے ان سے سیکھتے ہیں اور بغیر کسی دوسری زبان کے سہارے کے سیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اہل زبان بنتے ہیں۔ جب دوسری زبانوں کا سہارا نہ لیا جائے تو لفظ مضمونوں میں ڈھلتے ڈھلتے دماغ پر اتنا گہرا نقش ہو جاتے ہیں کہ اس مضمون کا کوئی بھی سایہ دکھائی دے تو وہ لفظ از خود ذہن میں ابھرتا ہے۔ ایک لفظ کے معانی کے جتنے بھی امکان ہیں وہ معانی کے سائے سمجھ لیں تو ایک لفظ میں جتنے بھی معانی کے سائے پائے جاتے ہیں وہ بچہ جس نے بغیر کسی مدد کے زبان سیکھی ہو، لفظ کے ہر شیڈ کو، ہر سائے کو براہ راست سیکھا ہو تو جہاں بھی وہ اس سائے کو دیکھتا ہے، سایہ سامنے آتے ہی وہ لفظ از خود اس کے ذہن میں ابھرتا ہے۔ یہ جو کیفیت ہے، اسکو اہل زبان ہونا کہتے ہیں۔ ہماری زبان کا ماحول اس سے ذہن میں جذب ہو جاتا ہے اور کسی اور زبان کی مدد سے ذہن میں ترجمہ نہیں کرنا پڑتا ورنہ میں جب آپ سے فرنچ یا کری اولہ Creole زبان میں آپ سے بات کرنی چاہتا ہوں تو میں پہلے انگریزی سے فرنچ میں ترجمہ کرتا ہوں اور پھر اس کو یاد کر کے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہ بڑی مصیبت ہے اس طرح زبان سیکھتے اور سکھاتے ہوئے کتنی دیر لگے گی۔ جو زبان کا طریق اب ہم نے اللہ کے فضل سے ایجاد کیا ہے وہ بغیر کسی زبان کے سہارے کے ہو گا۔ اس ضمن میں ہمارے ایک مخلص دوست ڈاکٹر نسیم صاحب کو کچھ عرصہ پہلے بلا کر میں نے تفصیل سے یہ سکھایا تھا اور اب وہ خدا کے فضل سے خوب سمجھ چکے ہیں اور اسکے علاوہ انہوں نے چونکہ ذہن بہت ہی سائنٹفک پایا ہے۔ اس موضوع پر بہت سی کتابیں بھی پڑھ لی ہیں اور بہت سے ماہرین سے انٹرویوز بھی لے لئے ہیں۔ ان کو جس جس چیز کی ضرورت تھی وہ مہیا کر دی گئی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جونہی وہ تیار ہوں گے تمام دنیا میں جو مختلف اہل زبان ہیں وہ ان تصویروں کو دیکھ کر اپنے لفظوں میں اس مضمون کو بھریں گے اور تصویر ایک ہی ہوگی اس طرح اگر سو زبانیں سکھانی ہیں تو سو سکھا سکتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یورپ کے چینل پر تو ایک وقت میں آٹھ زبانیں سکھائی جا رہی ہوں گی اور آئندہ مارچ سے انشاء اللہ تعالیٰ ایشیا کے ٹیلی ویژن پر بھی بیک وقت آٹھ زبانیں سکھائی جا سکتی ہوں گی۔ نہ صرف چھوٹے بلکہ بڑے بھی بے تکلف زبانیں سیکھیں گے اور دنیا کے سامنے ایک نئی مثبت طرز کے ٹیلی ویژن کا آغاز ہو گا جہاں بے حیائی کی باتیں نہ سکھائی جا رہی ہوں گی۔ میوزک کے ذریعے اخلاق کو خراب کرنے کی باتیں نہیں ہو رہی ہونگی۔ یہ بہت ہی نفیس اور پاکیزہ پروگرام ہونگے جو ایسے ہوں گے کہ انسانی ذہن اور دل کو جذب کرنے والے ہونگے اور وہ اب دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

دیگر پروگرام

اس ضمن میں میں دوسرے پروگراموں کا بھی ذکر کر دوں۔ ایک معلوماتی پروگرام ہم نے بچوں کے لئے رکھا ہے۔ صرف بچوں کے لئے نہیں بلکہ بڑے بھی اس میں شامل ہونگے۔ تمام دنیا کے ممالک کے متعلق باقاعدہ پروفیشنل طریق پر بنی ہوئی ویڈیوز ملتی ہیں۔ ان ملکوں کے جغرافیائی حالات، انکی تاریخ کے حالات، ان کے کلچر کے حالات وغیرہ وغیرہ یہ پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ مغربی دنیا کے لوگ کوئی بات بھی پڑھانا چاہتے ہوں ان سے ناچ گانے کے بغیر پڑھائی نہیں جاتی اور وہ ہم شامل نہیں کرنا چاہتے۔ اس لئے ہم نے سوچا ہے کہ اکثر پروگرام جہاں تک ممکن ہو ہم خود بنائیں گے۔

اس کے لئے تمام دنیا کی جماعتوں کو ہدایت دی جا چکی ہے اور وہ تیاری کر رہے ہیں۔ پھر میوزک کے بغیر خوش الحانی سے نظمیں اور دوسرے گانے سنانے کے لئے اور بعض بچوں کو سکھانے کے لئے ہم نے ایسا پروگرام بنایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی، فارسی، اردو قصائد اور ان کے ترجمے مختلف زبانوں میں ترنم کے ساتھ پیش کئے جائیں۔ بچے کورس پیش کریں اور بڑے مل کر وہ گانے گائیں۔ اور ساری دنیا میں خدا کی حمد کے گیت گائے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام پورا ہو کہ

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

ہم درود شریف بھی ترنم کے ساتھ پڑھا کریں گے اور اسکے معنے بھی دنیا کو سکھائیں گے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے علاوہ یہ وہ زائد چیزیں ہیں جن میں پاک حمد اور نعت کے گانے اور مختلف زبانوں میں مختلف ملکوں میں بنائی جانے والی نئی نظمیں بھی شامل کی جائیں گی۔ اس لحاظ سے بھی یہ بہت دلچسپ پروگرام ہو گا۔ پھر کھیلوں کا معاملہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام دنیا کے احمدی بہترین طریق پر کھیلوں کی تربیت حاصل کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

العلم علمان علم الادیان و علم الابدان

علم تو دو ہی ہیں۔ ایک دین کا علم ہے اور دوسرا جسموں کا علم۔ جسموں کے علم میں ساری دنیا کی سائنسیں آجاتی ہیں۔ انسانی بدن کا علم بھی اور انسانی صحت کو قائم رکھنا اور اسکو آگے بڑھانے کا علم بھی۔ کھیلوں کا علم بھی علم الابدان میں شامل ہیں۔ پس کھیلوں کے اعتبار سے مشرق بہت پیچھے ہے اور کوئی انکو سکھاتا نہیں ہے کہ کیسے کھیلوں میں آگے بڑھا جا سکتا ہے۔ ہم انشاء اللہ یہ انتظام کر رہے ہیں کہ اگر فٹ بال سکھانا ہے تو فٹ بال کے بہترین ماہرین فٹ بال سکھائیں۔ اور احمدی بچے ان سے ٹریننگ حاصل کریں اور انکی ویڈیو دکھائی جائے۔ اور پھر بار بار یہ پروگرام دکھائے جائیں تاکہ لوگوں کو پتہ لگے کہ فٹ بال ہوتا کیا ہے؟ کس طرح کھیلنا چاہئے؟ کیا کیا احتیاطیں ہیں جو برتنی چاہئیں؟ کیا داؤ پیچ ہیں جو استعمال ہوتے ہیں؟ پھر تیراکی کا مقابلہ ہے، اسکے متعلق بھی ہم ان لوگوں سے بہت پیچھے ہیں بلکہ سالوں پیچھے ہیں۔ بلکہ شاید پوری صدی پیچھے ہوں۔ اتنا پیچھے ہیں کہ جو ابتدائی معیار ہوتے ہیں، ان کے ٹسٹ Test پر بھی ہم پورا نہیں اترتے۔ پس بڑی ضرورت ہے کہ اپنی غیرت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ان سب قسم کی کھیلوں کو جو اولمپک میں شامل ہیں اور جن میں مقابلے کئے جاتے ہیں، ہم تمام دنیا کے احمدیوں اور دوسروں کو بھی جو جماعت سے فیض حاصل کرنا چاہیں سکھانا شروع کریں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا انشاء اللہ تعالیٰ کھیلوں کے پروگرام کے متعلق جو میں نے ٹیم مقرر کی ہے وہ جب یہ کام مکمل کر لے گی تو مختلف کھیلوں کے احمدی پروگرام بھی احمدیہ مسلم انٹرنیشنل ٹیلی ویژن پر آپ کو دکھائے جائیں گے۔ باہر سے پروگرام مل تو سکتے ہیں مثلاً تیراکی کا اور بیڈ منٹن وغیرہ کا بھی۔ لیکن ان میں کچھ مشکلات ہیں۔ اول یہ کہ یہ لوگ جب تک بیچ میں ننگے جسم نہ دکھالیں ان کو چین ہی نہیں پڑتا۔ فٹ بال سکھانا چاہیں تو پھر بھی بے حیائی ساتھ جائے گی۔ تیراکی سکھانا چاہیں تو اور بھی زیادہ بے حیائی ساتھ آئے گی اور پھر میوزک کے بغیر تو رہ ہی نہیں سکتے۔ ہم نے سوچا ہے کہ اپنے پروگرام بنائیں۔ ماہرین ان کے ہوں، مزاج ہمارا ہو اور میوزک کی بجائے درود شریف پڑھے جائیں گے۔ میوزک کے بغیر خوبصورت آوازیں نغمے ہونگے۔ حمد و ثنا ہوگی۔ وقفہ جو بیچ میں لانا ہے تاکہ "مونوٹنی" یعنی یکسانیت توڑی جائے وہ وقفہ بھی پاکیزہ باتوں کا وقفہ ہو گا لیکن طبیعت اس سے لذت پائے گی تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ کھیلوں کا پروگرام بھی جاری ہو گا۔

پھر قائدہ یسرنا القرآن ہے۔ اس کو تمام زبانوں میں ترجمہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اگر ترجمہ کر بھی دیا جائے تو قرآن کا صحیح تلفظ سکھنا قاعدوں کے ذریعے ممکن ہی نہیں ہے۔ استاد کی لازماً ضرورت پڑتی ہے۔ پس اس سلسلے میں بھی ہم خدا کے فضل سے پروگرام شروع کر چکے ہیں کہ تمام دنیا کی قوموں کو ان کی زبانوں میں قرآن کی تلاوت کرنے کا طریقہ سکھائیں۔ جیسے ہاتھ پکڑ کر بچوں کو سکھایا جاتا ہے اس طرح انگلی نقطوں پر رکھ رکھ کر ان کو سکھائیں گے۔ ہمارے پاس کھلا وقت ہے۔ وقت دے کر ان کو سکھائیں گے۔ پروفیشنل میں ایک یہ بھی مسئلہ ہے کہ چونکہ انہوں نے کمائی کرنی ہوتی ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ معلومات تھوڑے وقت میں بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ زبانیں بھی آپ ویڈیو کے ذریعے سیکھنے کی کوشش کریں تو تین گھنٹے، چار گھنٹے، چھ اور نو

گھنٹوں سے زیادہ کی ویڈیو نہیں ملے گی۔ اور اس عرصے میں انسان تیزی کے ساتھ ان زبانوں کو جذب کر ہی نہیں سکتا۔ ہم نے جو پروگرام بنایا ہے خواہ وہ زبانوں کا ہو یا قرآن کریم پڑھنے لکھنے کا ہو وہ آرام سے چلے گا۔ ایک سال تک لکھنا پڑھنا سکھائے بغیر مسلسل زبان سکھائی جائے گی۔ جب زبانوں میں اتنی مہارت حاصل ہو جائے گی جیسے تین چار سال کا بچہ جو لکھنے پڑھنے کے قابل ہوتا ہے اسے مہارت ہو جاتی ہے اور پھر اسی طریق پر جیسے بچے کو لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے، مختلف زبانیں لکھنی پڑھنی سکھائی جائیں گی۔ اور اسی طرح خدا کے فضل سے پورا وقت لے کر قرآن سکھایا جائے گا۔ اگر چار گھنٹے یا دس گھنٹے کی بھی فلم ہو تو اسے دیکھ کر اگر ایک آدمی زبان سیکھنا چاہے تو چند ایک ٹکسالی کے فقرے تو جان لے گا لیکن زبان کا فہم اسے نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے صبر اور تحمل کی ضرورت ہے۔ سہج پکنا چاہئے اور ہم نے جو پروگرام بنایا ہے وہ ایسا ہی ہو گا۔ ایک ایک زبان سکھانے کی کئی سو گھنٹے کی ویڈیو ہو گی اور جب وہ آگے بڑھے گی تو سننے والے کے دل پر بوجھ نہیں ہو گا یا دماغ پر بوجھ نہیں ہو گا کہ میں جلدی سے یاد کر لوں۔ یہ استاد کا کام ہے اور اس ضمن میں جو نظام ہم نے بنایا ہے۔ وہ خدا کے فضل سے سارے عالم میں "یونیک" ہے بے مثل ہے۔ استاد کے دل پر اور دماغ پر بوجھ ہے کہ میں نے پڑھانا ہے اور یاد کروانا ہے۔ آپ آرام سے Relax ہو کر بیٹھیں اور سنیں اور جو بات آپ سمجھتے ہیں کہ میں بھول گیا ہوں وہ دوبارہ پھر آئے گی۔ پھر آپ کو خیال ہو کہ کچھ یاد نہیں ہوا تو تیسری دفعہ پھر آئے گی۔ آپ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے جب تک آپ کو یاد نہ ہو جائے۔ جس طرح مائیں بچوں کو یاد کرواتی ہیں، اسی طرح آپ کے ماں باپ بن کر جماعت احمدیہ آپکی تربیت کرے گی۔ تو یہ ایک عظیم الشان پروگرام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس سال ہمیں عطا کیا ہے اور آئندہ جاری رہنے والا اور بڑھتے چلے جانے والا پروگرام ہے۔ میں جماعت احمدیہ ماریشس کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے ماریشس سے اس پروگرام کو دنیا بھر میں منتشر کرنے کے لئے مالی قربانی بھی کی اور انتظامی طور پر بھی بہت مدد کی۔ اس سفر میں بھی ماریشس کی جماعت نے بہت محبت اور اخلاص سے محنت کی ہے جس کا فیض اب ساری دنیا کو پہنچے گا۔ ساری دنیا کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اب وہ دعاؤں کے ذریعے ہماری مدد کریں۔ نئے سال کے آغاز پر ۷ جنوری سے انشاء اللہ یہ پروگرام مستقل طور پر جاری ہو چکے ہونگے اور نئے پروگراموں کے لئے ہمیں جماعت کی مدد کی ضرورت ہوگی۔

دو اور خوشخبریاں

دو خوشخبریاں اور بھی ہیں کہ ۷ جنوری ہی کو انشاء اللہ تعالیٰ "الفضل انٹرنیشنل" اپنی نئی سج دھج اور شان کے ساتھ مستقلاً جاری ہو جائے گا اور ۷ جنوری کو ہی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق "ریویو آف ریلیجنز" بھی دس ہزار کی تعداد میں شائع ہونا شروع ہو جائے گا۔ اسکے لئے نوجوانوں کے ایک نئے بورڈ کی تشکیل کی گئی ہے جو کہ انگلستان میں پلنے اور بڑھنے والے ہیں۔ جماعت سے غیر معمولی محبت اور اخلاص رکھتے ہیں۔ دینی علم بھی حاصل کر چکے ہیں۔ وہ براہ راست مجھ سے مشورہ کر کے، اس نئے پروگرام کو کسی حد تک تشکیل دے چکے ہیں اور باقی دیتے رہیں گے۔ ہر امر میں میں نے انہیں کھلی چھٹی دی ہے کہ جب چاہیں اور مشورے کریں۔ خدا کے فضل سے یہ نیا ریویو تمام عالم میں ایک بہت گہرے رنگ میں اثر انداز ہو گا۔ آپ کو جتنے چاہئیں، ہمیں بتائیں۔ ماریشس کو اگر انگریزی دان طبقہ یہاں موجود ہو مثلاً ۵۰۰ ریویو چاہئیں تو ابھی سے بک کرا لیں۔ بنگلہ دیش کو ہزار دو ہزار ریویو چاہئیں وہ ابھی سے بک کرا لیں۔ ہندوستان کو جتنے چاہئیں، وہ بک کروائیں لیکن پتہ جات اندھے طریق پر اکٹھے نہ کریں کہ ڈائرکٹریاں دیکھیں اور پتے اکٹھے کر لئے۔ ریویو، اگر مفت بھی دینا پڑا تو دیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ آنکھیں کھول کر پتے اکٹھے کریں۔ بعض ریویو آپ کو بھیج دیئے جائیں گے۔ ان کو لے کر بعض اہل علم سے ملیں، ان کو دکھائیں۔ اگر وہ دلچسپی لیں، ان میں شوق پیدا ہو اور وہ پیسے نہ دے سکتے ہوں تو پھر بے شک انکے پتے ہمیں بھجوائیں بغیر کسی رقم کے وہ ریویو دیا جائے گا لیکن یہ کہ ڈائرکٹریاں دیکھ کر پتے اکٹھے کر لیں اس سے وقت کا بھی بہت نقصان ہوتا ہے اور پیسے کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ اہل علم اس میں دلچسپی لیں گے کیونکہ اس میں ایسے مضامین ہیں جن سے انشاء اللہ تعالیٰ وہ غیر معمولی طور پر متاثر ہوں گے۔

پس خدا کے فضل سے یہ جو آج کے سال کا آخری جمعہ ہے اور آج کے سال کا آخری دن ہے یہ آئندہ سال کے لئے اور آنے والے سالوں کے لئے عظیم الشان خوشخبریاں لے کر آیا ہے اور میں ایک دفعہ پھر ماریشس کی جماعت کو یہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ خدا نے ان کو اس سعادت کے لئے چن لیا کہ اس سرزمین سے یہ اعلان ہو اور تمام دنیا کی جماعت کو نئے سال کی مبارک کے ساتھ یہ عظیم تحائف پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس لائق بنائے کہ خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کے شکر گزار بن سکیں۔ ان سے پوری طرح استفادہ کر سکیں اور وہ انقلاب جو میں فضا میں ظاہر ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں، جو ہوا میں محسوس کر رہا ہوں، میری توقعات سے بھی بڑھ کر تیزی کے ساتھ آئے اور خدا کے فضلوں کی نئی برساتیں لے کر آئے، نئی بہاریں لے کر آئے، نئے نئے پھول گلشن احمد میں کھلتے ہوئے ہم دیکھیں نئے نئے رنگوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ تمام عالم میں ہم ان کو سجائیں اور ان کی خوشبو سے ساری دنیا مہک جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

mta- Muslim Television Ahmadiyya

Al Shirkatul Islamiyyah, 16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Tel : +44 (0)81 870 0922 Fax : +44 (0)81 0684

Satellite	EUTELSAT II F3	STATSIONAR 21	STATSIONAR 4	GALAXY 2
Area	Europe, North Africa	Asian, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions	South America, Africa and European Regions	North America, Canada
Position	16* East	103* East	14* West	74* West
Transponder	37	7 (C-Band)	9 (C-Band)	11
Frequency	11.575 GHz	3725 MHz	3825 MHz	36 MHz
Polarity	Vertical	Right Hand circular	Right Hand circular	Horizontal
Format	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	NTSC
Audio Sub-Carriers				
Urdu	6.5 MHz	6.5 MHz	6.5 MHz	6.2 MHz
English	7.02 MHz	7.02 MHz	7.02 MHz	
Arabic	7.20 MHz	7.20 MHz	7.20 MHz	
French	7.92 MHz	7.92 MHz	7.92 MHz	
Timings (London Time)	13.30 - 16.00	10.00 - 16.00	13.30 - 14.30	13.30 - 14.30

Radio = Short Wave Band Radio, 25 Meter Band, Digital Frequency 11695.
Timings: 13.30 - 14.30 London Time

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA
PROGRAMME TIMINGS

ASIA & MIDDLE EAST:
7-00 a.m. to 7-00 p.m. (London, U.K.)

EUROPE:
Monday to Thursday 1:30 p.m. to 4-00 p.m.
Friday to Sunday 1-00 p.m. to 4-00 p.m.

TELEPHONE NUMBER FOR INFORMATION COMMENTS OR MESSAGES

Tel: + 44-81-870 0922
Fax: + 44-81-870 0684

LIVE TRANSMISSION FROM UNITED KINGDOM

Tilawat
Manzoom Kalaam
Malfoozat
Variety of Programmes including
- Majlis Irfan
- Speeches
- Huzur Replying to Letters and Messages of the Viewers.

A LIFE IN THE DAY OF

سرائیوو میں زندگی کا معمول

ایک ۱۳ سالہ بچی کی ڈائری

نوٹ:۔ تیرہ سالہ "زلاٹہ فلی پووک" اپنے والدین کے ساتھ سرائیوو شہر میں مقیم ہے۔ اس کے گھر کی تمام کھڑکیاں ٹوٹ چکی ہیں اور گھر دشمن کی فائرنگ کی زد میں ہے۔ گھر میں نہ بجلی ہے نہ موم بتی۔ دو سال سے اس نے متواتر ڈائری لکھی ہے۔ اس ڈائری کے شائع ہونے کے بعد لوگ اسے سرائیوو کی "این فرینک" کہنے لگے ہیں۔ وہ لکھتی ہے:۔

سرائیوو میں کسی عام دن کی روئداد بیان کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ بمباری کی وجہ سے ہر دن دوسرے دن سے مختلف ہوتا ہے۔ اگر آج کی طرح کا منحوس دن ہو تو مجھے علی الصبح ۵ بجے بیدار ہونا پڑتا ہے اور تہ خانے میں اپنے والدین کے ہمراہ پناہ لینی پڑتی ہے۔ تہ خانہ ہی ہماری پناہ گاہ ہے۔ ہم گھنٹوں وہاں گزارتے ہیں اور پریشانی کے ان لمحات میں میں بالکل اکیلی نہیں سو سکتی۔

اگر بمباری زیادہ نہ ہو تو میں صبح ۷ بجے نیند سے بیدار ہو جاتی ہوں اور بلیک مارکیٹ سے خریدی ہوئی ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرتی ہوں۔ پھر ناشتہ کرتی ہوں جو اس خوراک کا بچا کھچا حصہ ہوتا ہے جو انسانی ہمدردی کی بنا پر امدادی سامان کے طور پر یہاں بھیجا جاتا ہے۔ عام طور پر پنیر کے ایک ٹکڑے پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ جنگ شروع ہونے سے قبل ہم نے کبھی بھی اس طرح کا پنیر نہیں کھایا تھا۔ میں عام طور پر پیٹ بھر کے ناشتہ کرتی تھی اور ناشتے میں انڈے، گوشت، مارملیڈ اور دودھ شامل ہوتا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ انڈہ کھائے ہوئے مجھے تقریباً ایک ماہ ہو رہا ہے اور وہ بھی ہم نے بلیک مارکیٹ سے خریدا تھا۔ میں تو خوش قسمت ہوں کہ مجھے انڈا کھانے کو مل گیا ورنہ یہاں اکثر لوگوں کو اپریل ۱۹۹۲ء سے یعنی جنگ شروع ہونے کے بعد سے انڈہ کھانے کو نہیں ملا۔

کم خوری کی وجہ سے میرے والدین کا وزن کم ہو چکا ہے۔ میرے باپ کا وزن ۲۵ کلوگرام اور میری ماں کا ۱۰ کلوگرام کم ہوا ہے۔ مگر میرا وزن زیادہ ہو گیا ہے شائد اس لئے کہ میں بڑھ رہی ہوں۔

ناشتہ کے بعد میں سکول کا کام کرتی ہوں کیونکہ شام کو جلد ہی اندھیرا ہو جاتا ہے اور رات کے وقت اندھیرے کی وجہ سے سکول کا کام نہیں ہو سکتا۔ ہمارے پاس روشنی کرنے کے لئے موم بتیاں بھی نہیں ہیں۔ میں بیالوجی، تاریخ، حساب، آرٹ اور بوزنین زبان وغیرہ مضامین میں تعلیم حاصل کر رہی ہوں۔ سکول کے کام میں تقریباً دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ اس کے بعد میں اپنی ماں کا ہاتھ بٹاتی ہوں۔ سب سے زیادہ وقت ہمیں پانی لانے والی قطار میں کھڑے ہو کر پانی کے حصول میں لگتا ہے۔ جنگ شروع ہونے کے بعد کسی گھر میں بھی پانی نہیں پہنچا۔ دن بھر کے کام کاج، کھانا پکانے، دھونے اور صفائی وغیرہ کے لئے پانی لانے میں دو گھنٹے لگ جاتے ہیں۔

جنگ شروع ہونے سے قبل میرے والد وکالت کے پیشے سے منسلک تھے اور اسی بلڈنگ میں ان کا دفتر تھا۔ میری ماں لیک کیمسٹ تھی۔ ہم اس جگہ پچھلے ۲۰ سالوں سے رہتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ بلاک بڑے خوبصورت گھروں پر مشتمل ہے مگر گولہ باری کی وجہ سے اب کوئی کھڑکی بھی سلامت نہیں رہی۔ ہم سونے کے لئے فرنٹ روم استعمال کرتے ہیں جو کہ گھر کا سب سے محفوظ کمرہ ہے۔ میرا بیڈروم سونے کے لئے بالکل مناسب نہیں۔ میرے والدین کا بیڈروم ایسی جگہ واقع ہے کہ میں دن کے وقت پیانو کی مشق کرتی ہوں۔ سرائیوو میں رہائش رکھنے والے ہر گھرانے کو حفاظتی تدابیر اختیار کرتے ہوئے کمرے بدلنے پڑتے ہیں اور کھڑکیوں کے آگے ریت کی بوریاں اور دیگر اس قسم کی چیزیں رکھنی پڑتی ہیں۔

جہاں ہم رہتے ہیں یہ شہر کا خطرناک علاقہ ہے اگرچہ سرائیوو شہر کا کوئی گوشہ محفوظ نہیں تاہم بعض گلیاں دوسری گلیوں کی نسبت زیادہ خطرناک ہیں اور ہمارے گھر کے پاس پل پر تو گولی کا نشانہ آسانی سے لگ سکتا ہے۔ پھر دور اوپر سربوں کی فوجی چوکی ہے جہاں سے جب وہ گولے پھینکتے ہیں تو ہمارے گھر کے قریب پھٹتے ہیں۔ بعض دنوں میں گولیوں کی بوچھاڑ بہت تیز ہو جاتی ہے۔ میری ایک سہیلی "نینا" گولی لگنے سے ہلاک ہو گئی تھی اور اب تک کئی ایک زخمی ہو چکی ہیں۔ نینا میری بڑی اچھی سہیلی تھی۔ بچپن ہی سے ہم ایک دوسرے کو جانتے تھے اور پارک میں اکٹھے کھیلا کرتے تھے۔ ہاں اسی پارک میں جہاں وہ گولی سے ڈھیر کر دی گئی۔

مجھے جنگ کی وجہ بالکل سمجھ نہیں آتی۔ کوئی علم نہیں کہ یہ جنگ کیوں شروع ہوئی۔ اس کے نتیجے میں تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

گھر کا کام کاج کرنے کے بعد میں سکول جاتی ہوں جو اب دوبارہ کھل گیا ہے۔ میری کلاس میں ۳۰ طالب علم ہیں جو تمام میرے ہم عمر ہیں۔ اکثر کے والدین جنگ میں مارے جا چکے ہیں، اس طرح مصیبتوں کا پہاڑ ان پر گر پڑا ہے۔ وہ تو اب روتے بھی نہیں۔ گم سم اداس چہرے صرف زندہ رہنے کی کوشش میں سوچ میں پڑے رہتے ہیں۔ شروع شروع میں میں جنگ کی وجہ سے بہت رویا کرتی تھی مگر اب تو آنسو خشک ہو چکے ہیں۔ میں سکول میں تین گھنٹے گزارتی ہوں۔ حساب میرا پسندیدہ مضمون ہے مگر زبانیں بھی بہت پسند ہیں۔ میں چار سال کی تھی جب انگریزی زبان سیکھنی شروع کی اور اپنی ماں کے ساتھ انگریزی گیت گایا کرتی تھی۔

سکول کے بعد گھر آ کر کھانا کھاتی ہوں۔ کھانے میں زیادہ تر چاول ہوتے ہیں مگر کبھی کبھار بینز اور سپگھیٹی (SPAGHETTI) بھی کھانے کو مل جاتی ہے مگر یہ سپگھیٹی اس قسم کی نہیں ہوتی جو رستورانوں میں ملتی ہے بلکہ سرائیوو کی خاص قسم کی ہوتی ہے جس کے اوپر ٹماٹر کی چٹنی ڈالی ہوتی ہے۔

سہ پہر کے وقت میں اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے نہیں جا سکتی کیونکہ ایسا کرنا خطرہ سے خالی نہیں۔ میرے بہت سے دوست جو سرائیوو سے نکل سکتے تھے چلے گئے ہیں اس لئے میں یہ وقت پیانو بجانے یا کتابیں پڑھنے میں صرف کرتی ہوں۔ آجکل جلد اندھیرا ہو جاتا ہے اس لئے جب تک روشنی ہو میں اپنی ڈائری لکھتی ہوں۔ میں نے جنگ شروع ہونے سے پہلے یعنی ۳ دسمبر ۱۹۹۱ء کو ڈائری لکھنا شروع کی تھی۔ اس دن سے باقاعدہ لکھتی ہوں۔ اپنی آپ بیتی، بمباری، گولیوں کے چلنے کی آوازیں، ہمسایہ میں کیا ہو رہا ہے سب کچھ درج کرتی ہوں۔ یہ بھی لکھتی ہوں کہ ہم نے کھانے پینے کی چیزیں کیسے فراہم کیں اور موسم سرما کی شدت کے بارے میں بھی۔ میں نے اس دن کے بارے میں لکھا جب گولیوں کی بوچھاڑ سے ہمارے گھر کی تمام کھڑکیاں یکے بعد دیگرے ٹوٹ گئیں۔

میں نے "این فرینک" کی طرح اپنی ڈائری کا نام بھی سوچا ہوا ہے۔ میں نے اسے (MIMMY) کا نام دیا ہے۔ کبھی کبھار میں گزشتہ دنوں کی ڈائری پڑھتی ہوں مثلاً جنگ کے ابتدائی دنوں میں یعنی ۲۹ اپریل ۱۹۹۲ء کو میں نے ڈائری میں لکھا کہ میری تمام دوست یہاں سے جا چکی ہیں میں اکیلی یہاں ٹھہری ہوئی ہوں اور ۲۷ مئی کو یہ درج ہے:۔

"خون خرابہ، لاشیں، خوفناک تباہی، ظلم کی انتہا، ہر جگہ خون بکھرا ہوا ہے۔ فلک شگاف چیخیں سنائی دے رہی ہیں، بے بسی کا عالم ہے۔ واسو مسکر اسٹریٹ میں آج یہ سب کچھ ہوا ہے۔"

میں نے اپنی ڈائری موسم گرما کے سکول کے ایک ٹیچر کو دکھائی اس نے کہا کہ اسے شائع ہونا چاہئے چنانچہ جولائی میں ایک فرانسیسی پبلشر نے اسے خرید کر شائع کرنے کا ارادہ کیا۔ ہم نے معاہدہ پر دستخط کر دئے اور میرے والد نے روزانہ بیٹھ کر اسے ٹائپ کر دیا۔ کہتے ہیں کہ دنیا بھر میں اس کی اشاعت ہوگی۔

میں اس وقت تک لکھتی رہتی ہوں جب تک اندھیرا نہیں ہو جاتا۔ اس کے بعد میں اپنے والدین کے پاس ایک کمرے میں بیٹھی رہتی ہوں۔ شام کے وقت کرنے کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔ بجلی ہے نہیں اس لئے موسیقی سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔ نہ ہی ٹیلی ویژن دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی روشنی میں کچھ پڑھ سکتے ہیں۔ موم بتیاں بہت مہنگی ہیں اور گولہ باری کی وجہ سے گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتے۔ کبھی کبھار گفتگو کے لئے کوئی موضوع ہاتھ آ جاتا ہے۔ مگر اکثر ہم اپنی اپنی سوچوں میں گم بیٹھے رہتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ میرے والدین کیا سوچ رہے ہونگے۔ جنگ سے پہلے کی سہانی زندگی یا دیہات کے اس گھر کو یاد کر رہے ہونگے جو ظالموں نے جلا کر راکھ کر دیا۔ یا پھر ان چھٹیوں کے بارہ میں جو ہم نے ساحل سمندر پر گزاریں یا پھر اٹلی کے بارہ میں جہاں ہم گئے تھے۔

اس کے بعد ہم رات کا کھانا کھاتے ہیں جو اکثر اوقات روٹی اور پنیر پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگر ہمارا ہمسایہ کہیں سے سبزی لے آئے تو ہم اسے خوش قسمت دن سمجھتے ہیں مگر ایسا روز روز نہیں ہوتا۔ جنگ سے پہلے میری مرغوب غذا پیزا (PIZZA)، مرغ کا گوشت، انار اور ساسجز (SAUSAGES) وغیرہ تھی مگر بس بس، کھانے کا بہت ذکر ہو گیا۔

میں نو یا دس بجے کے لگ بھگ سو جاتی ہوں۔ موسم سرما میں شدید سردی کی وجہ سے رات کو خوب سردی لگتی ہے۔ سوتے ہوئے میں کسی ساحل سمندر کا خواب یا وہ جگہ جو ہر طرح سے محفوظ ہو جہاں مجھے کسی قسم کا خوف نہ ہو دیکھنا پسند کرتی ہوں۔ اب تو میں خوف کی عادی ہو چکی ہوں مگر پھر بھی اگر گولہ باری تیز ہو جائے تو ہم تہ خانے میں چلے جاتے ہیں۔ اس وقت سوائے گولہ باری کے اور کچھ ذہن میں نہیں آتا۔

(انٹرویو: جینائن ڈی گیووانی)

(ترجمہ صادق نسیم چوہدری)

(سنڈے ٹائمز ۱۲ دسمبر ۱۹۹۳ء)

بوزنین مسلمانوں کو ہاتھ باندھ کر مارا جارہا ہے

اب تک دو لاکھ سے زائد بوزنین باشندوں کو سرب اور کروٹس فوجیں ہلاک کر چکی ہیں

(حارث سلاجک، وزیراعظم بوزنیا)

مظلوم بوزنین بھائیوں سے محبت کا سلوک کریں

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

آج کی عصر حاضر کی تاریخ میں کوئی قوم ایسی نہیں جس پر ایسا ظلم کیا گیا ہو جیسا بوزنین پر ظلم کیا گیا ہے اور جس ظلم میں تمام یونائٹڈ نیشنز شامل ہو گئی ہیں کیونکہ امریکہ کی غلامی میں آج یونائیٹڈ نیشنز صرف امریکہ کا ایک بیان دینے والا نمائندہ بن چکی ہے اور یونائیٹڈ نیشنز کے فیصلوں کے تابع یہ مسلسل ظلم ہو رہے ہیں جو بوزنینز پر کئے جا رہے ہیں۔ ایک قوم کو صفحہ ہستی سے مٹایا جا رہا ہے اور ان کا قصور صرف اتنا ہے کہ وہ مسلمان ہیں ورنہ یورپ کی کوئی اور قوم اگر بوزنین کی جگہ ہوتی جو عیسائی ہوتی یا دہریہ ہوتی تو ناممکن تھا کہ اس کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا۔ پس جس ظالمانہ طور پر ان کو مٹایا جا رہا ہے، جس طرح ان کے مردوں، عورتوں اور بچوں پر مظالم توڑے جا رہے ہیں اس کی مثال ہٹلر کے زمانہ میں کچھ دکھائی دیتی ہے۔ اس کے علاوہ انسانی تاریخ میں کم دکھائی دے گی۔ قتل عام تو بہت ہوئے ہیں۔ ہلاکو خان نے بھی قتل عام کئے، چنگیز خان نے بھی قتل عام کئے اور بھی بہت بڑے بادشاہ تھے جنہوں نے مشرق و مغرب میں قتل عام کئے لیکن جن مظالم کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ قتل عام سے بھی بڑھ کر ہیں۔ مظلوم معصوم عورتوں پر جس قسم کی زیادتیاں کی گئی ہیں۔ معصوم بچوں کو جس طرح آگ میں جلایا گیا ہے یا دیواروں سے سر مار مار کر ان کے پرخچے اڑائے گئے ہیں۔ ایسے ایسے خوفناک اذیتناک مظالم ہیں کہ ان کا تصور عصر حاضر میں تو در کنار ازمنہ گزشتہ میں بھی ممکن نہیں، وہاں بھی کبھی آپ کو ایسے خوفناک مظالم کی تاریخ دکھائی نہیں دے گی۔ شاید کہیں شاذ کے طور پر ایسے واقعات ہوئے ہوں مگر اس متمدن دنیا میں اس مہذب دنیا میں جسے مہذب کہا جاتا ہے، اس دنیا میں جہاں کہا جاتا ہے کہ تہذیب و تمدن اپنے عروج پر ہیں ان سب قوموں کی آنکھوں کے سامنے ایسے دردناک مظالم توڑے جا رہے ہیں جو جانوروں کی دنیا میں بھی دکھائی نہیں دیتے۔ - - - - اپنے مظلوم بوزنین بھائیوں سے محبت کا سلوک کریں، انہیں اپنائیں، انہیں اپنے خاندانوں کا حصہ بنائیں۔ ان کی ہر طرح خدمت کریں۔ ان کے دین کو بھی بچائیں، ان کے کلچر کو بھی بچائیں۔ ان کو بتائیں کہ اگر آج تم نے مغربی دنیا کی ظاہری حرص و ہوا سے متاثر ہو کر ویسے ہی رنگ اختیار کر لئے تو پھر دنیا میں بوزنیا کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ بسا اوقات ایسا ہوا کرتا ہے کہ ایک ملک کے باشندے زبردستی اپنے وطن سے بے وطن کر دیئے جاتے ہیں اور اس وطن میں ان کا کوئی ایک شخص بھی باقی نہیں رکھا جاتا لیکن اگر ان کے دلوں میں اپنا وطن زندہ رہے، اگر اس وطن کو دوبارہ حاصل کرنے کی تمنا ان کے دلوں میں زندہ رہے، وہ ارادے مضبوطی کے ساتھ ان کے دلوں میں جاگزیں ہو چکے ہوں تو بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل گزرتی ہے اور دوسری کے بعد تیسری گزر جاتی ہے اور تیسری کے بعد چوتھی نسل گزرتی ہے۔ صدیوں کے بعد صدیاں گزرتی ہیں۔ لیکن وہ قومیں جو یہ فیصلہ کر چکی ہیں کہ ہم نے اپنے وطنوں کو اپنے سینوں میں زندہ رکھنا ہے اور ضرور حاصل کر کے چھوڑنا ہے تو ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض دفعہ دو دو ہزار سال کی مدت گزرنے کے بعد انہوں نے ان وطنوں کو پھر حاصل کیا ہے۔ خطبہ جمعہ فرمودہ بتاریخ ۲۵ جون ۱۹۹۳ء

حاصل مطالعہ

(ازجناب مولوی سید قیام الدین صاحب مبلغ سلسلہ مقیم جڑچرلہ۔ آندھرا، انڈیا)

جماعت اسلامی مسلسل جھوٹ بول رہی ہے (بیان فاروق مودودی)

اس وقت کراچی پاکستان سے شائع ہونے والا مشہور ماہنامہ رسالہ "پاکیشیا" شمارہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۹۱ء میرے سامنے ہے۔ اس رسالہ کے اندر جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے ایک بیٹے فاروق مودودی سے ادارہ کی طرف سے درج ذیل عنوان "ایک طمانچہ۔ ایک دستاویز" کے تحت ایک دلچسپ انٹرویو مع تصویر (فاروق مودودی) کے شائع کیا گیا ہے۔ معلومات میں اضافہ اور ضیافت طبع کی خاطر اس انٹرویو میں فاروق مودودی سے پوچھے گئے چند ایک سوالات اور ان کے جوابات نقل کئے دیتا ہوں۔ وھوالموفق۔

سوال: جماعت اسلامی کی قیادت، قیام پاکستان کے لئے مفکر پاکستان علامہ اقبال اور بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی مثالی خدمات کے ساتھ مولانا مودودی کی قلمی خدمات کو بھی بڑے فخر سے پیش کرتی ہے۔ جبکہ بعض حلقے اس کی نفی کرتے ہیں۔ آپ اس بارہ میں کیا کہنا پسند کریں گے؟

جواب: ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مولانا مودودی کی قیام پاکستان کے لئے جدوجہد ایک ایسا جھوٹ ہے جو جماعت کی ساری قیادت پوری ڈھٹائی کے ساتھ بول رہی ہے ورنہ قیام پاکستان کے بعد بھی مولانا مودودی کی تحریریں اور تقریریں چھپی ہوئی موجود ہیں جن میں انہوں نے پاکستان کو "ناپاکستان"، "مرکب حماقت" اور مسلم لیگ کی قیادت کو "ناکام قیادت" کہا۔

سوال: بعض حلقوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مولانا بے پناہ علمی و دینی مصروفیات کی بناء پر اولاد کی صحیح طرح سے تربیت نہ کرسکے۔ جس کے باعث ان کا کوئی بچہ بھی ان کا جانشین نہ بن سکا۔ اس بارہ میں آپ کیا کہنا پسند کریں گے؟

جواب: بھئی اگر کوئی شخص اپنے گھر والوں کو قائل نہ کرسکے تو دوسروں کو کیسے قائل کرسکتا ہے۔ یہ سراسر جماعت اسلامی والوں کا پروپیگنڈہ ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ پاکیشیا۔ کراچی ستمبر ۱۹۹۱ء ص ۳۰ تا ۳۱)

—۲—

"قرآن ہی چھوڑ دوں گا" — "نماز نہیں پڑھوں گا"

احمدیت کی مخالفت نے کیا کیا رنگ دکھلایا ہے۔ اسکی ایک مثال مولوی محمد حسین بٹالوی کی ہے۔ ان صاحب سے امام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مباحثہ ۲۰ سے ۲۹ جولائی ۱۸۹۱ء تک ہوا۔ مباحثہ کی روداد "الحق" لدھیانہ کے نام سے کتاب میں محفوظ ہے۔ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی کی شہادت ہے کہ:

"مولوی محمد حسین بٹالوی نے مباحثہ کے ایام میں یہاں تک کہہ ڈالا تھا کہ اگر قرآن سے مرزا صاحب کا دعویٰ ثابت ہوجائے تو میں قرآن ہی چھوڑ دوں گا۔" (تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۳۰۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۲۳۹ حاشیہ)

اس سے تقریباً تیس سال بعد کا ایک اور واقعہ ہے حضرت مصلح موعودؓ اپریل ۱۹۲۰ء میں سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اس وقت مولوی سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک جمیعت کے ساتھ وہاں ہنگامہ کیا جس پر پولیس نے انہیں ہال سے باہر نکال دیا۔ وہ باہر نکل کر دروازہ پر کھڑے ہوگئے اور حضور کی نسبت غیر شریفانہ الفاظ نکال رہے تھے۔ انہوں نے غیظ و غضب کے عالم میں یہاں تک کہہ ڈالا:

"آج میں مصروف جہاد ہوں اور مرنے مارنے پر تیار ہوں۔ نماز نہیں پڑھوں گا بلکہ اس کو جو خلیفہ بنا ہوا ہے زندہ نہیں نکلنے دوں گا۔" (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۲۴۱)

اللہ برتر نے سچ فرمایا ہے:

﴿فلا صدّق ولاَ صلّى ولٰكن كذّب وَتولى ثُم ذهب الى أهله يتمطّى﴾ (قیامۃ: ۳۲-۳۴)

ترجمہ: پس کیا ہوا۔ کہ ایسے شخص نے نہ صدقہ دیا نہ نماز پڑھی بلکہ حق کو جھٹلاتا رہا اور اس سے پیٹھ پھیر لی اور اس کے بعد شرمندہ ہونے کی بجائے اپنے گھر والوں کی طرف فخر سے اکڑتا ہوا چلا گیا۔

—۳—

دیوبندی فتویٰ۔ اپنے ہی منہ پر طمانچہ

ایک شخص نے دارالافتاء دیوبند میں ایک سوال کچھ اس طرح سے لکھ کر بھیجا۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اگر کوئی عالم دین

﴿فَارسلنَا اليها رُوحَنا فتمثّل لَهَا بشرًا سَويًا﴾ (مریم: ۱۸)

کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح کہے۔

اقتباس نمبر ۱۔ "یہ دعویٰ تخیل یا وجدان محض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذرا کے سامنے جس شبیہ مبارک اور بشر سوی نے نمایاں ہوکر پھونک ماری وہ شبیہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعویٰ سے مبین طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس شبیہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جبکہ اس کے تصرف سے حاملہ ہوئیں"۔

اقتباس نمبر ۲۔ "پس حضرت مسیح کی ابنیت کے ایک دعویدار ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہو"۔

اقتباس نمبر ۳۔ "حضور تو بنی اسماعیل میں پیدا ہوکر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے اور عیسیٰ بنی اسرائیل میں پیدا ہوکر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کئے گئے جس سے ختم نبوت کے منصب میں یک گونہ مشابہت پیدا ہوگئی۔ "الولد سرّ لابیه"

اقتباس نمبر ۴۔ "بہرحال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی جس سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو بارگاہ محمدی سے خلقاً و خلقاً و مقاماً ایسی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کو دو شریکوں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہئے"۔ براہ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت یا عدم صحت کو ظاہر کرکے بتائیں کہ ایسا شرعی دعویٰ کرنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک کیسا ہے؟ (المستفتی)

الجواب: جو اقتباسات سوال میں نقل کئے گئے ہیں اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کررہا ہے۔ بلکہ درپردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور انکار کررہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تصریح کی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجے گئے تھے وہ شبیہ محمدی نہیں تھی۔ آنحضرتؐ اور صحابہ کرام نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ

﴿انَّ مثلَ عيسى عند الله كمثل آدم خَلقه من تراب ثم قَال لهُ كُن فيكون﴾ (آل عمران: ٦٠)

﴿ فَارسلنا اِليها رُوحنا فتمثل لها بشرًا سويًا﴾ (مريم: ١٨)
﴿قال انّما أنا رسولُ ربك لأهَبَ لَكِ غُلأمًا زكيًا﴾ (مريم: ٢٠)

﴿ قال كذلك قال ربك هو عليَّ هينٌ ولنجعله أية للناس﴾ (مريم: ٢٢)

﴿ما كان محمدًا أبا أحد من رجالكم وَلكن رسول الله وخاتم النبيين﴾ (أحزاب: ٤١)
﴿انما المسيحُ عيسى ابنَ مريم رَسول الله وكلمتُه ألقها الى مريم ورُوحٌ منه﴾ (النساء: ١٧٢)

کے قائل تھے اور اس پر اجماع امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو خوشخبری سنانے آیا تھا۔ شخص مذکور ملحد و بےدین ہے۔ عیسائیت و قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے اور اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسیٰ ابن اللہ کو ثابت کرنا چاہتا ہے۔ جس کی تردید علی راءس الاشہاد قرآن نے کی ہے نیز

«لا تطرونى كما أطرت النصارى في عيسى بن مريم»

حدیث بانگ دہل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے۔

الحاصل: یہ اقتباسات قرآن و حدیث و جملہ مفسرین اور اجماع امت کے خلاف ہیں۔ مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان لگانا نہ چاہئے بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ جب تک توبہ نہ کرے۔ (سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند)۔

نوٹ: اب سنئے کہ عبارت کس کتاب کی ہے اور کس عالم کے قلم سے یہ باتیں نکلی ہیں۔ "اسلام اور مغربی تہذیب" کے عنوان سے قاری طیب علی صاحب مہتمم دارلعلوم کی ایک نئی کتاب چھپی ہے اس سے یہ اقتباسات لئے گئے ہیں اور انہی اقتباسات پر دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحب نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کیا جانا چاہئے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ (دعوت سہ روزہ ایڈیشن ۲۳ دسمبر ۱۹۶۲ء ص ۱، بحوالہ کتاب مسلک دیوبند مصنفہ مولانا ابوالفضل سید محمود قادری ص ۴۰۔ ۴۱، مطبوعہ حیدر آباد)

[بشکریہ ہفت روزہ "بدر" قادیان مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۳ء]

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا، یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا، غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا، صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں، جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد پنجم آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰)

A.Z. ELECTRICS
18 Brookwood Road
Southfields, London SW18 5BP
Tel. 081 877 3492 Fax 877 3518
For Video, Television & Eelectronic Spares
Semiconductors
Remote Controls
Video Heads etc.
Visa and Access Cards Accepted for Postal Despatch
Nearest Underground: SOUTHFIELDS District Line

REVIEW OF RELIGIONS
A monthly magazine designed to educate and enlighten its readers on religious, social, economic and political issues with particular emphasis on Islam. To ensure that you regularly receive this monthly publication please fill in the details below and send the completed form with your remittence to:
The Subscription Manager,
16 Gressenhall Road, London,
SW18 5QL, England
Please put my name on the mailing list for the Review of Religions for one year. I enclose a CHEQUE/BANKERS DRAFT of ....
Name..........................
Address........................
ANNUAL SUBSCRIPTION RATES:
UNITED KINGDOM £15.00 STERLING
OVERSEAS US $30.00
DO NOT SEND CASH PLEASE

TO ADVERTISE IN THIS NEWSPAPER PLEASE CONTACT:
THE ADVERTISING MANAGER
ON
081 874 8902
081 870 0919
FAX NO. 081 870 0919

بقیہ: عیسائیت کی مروّجہ تعلیم کی حقیقت

عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اتنا تنگ کیا کہ اس کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔"

برصغیر پاک و ہند کے ایک ممتاز ادیب اور مشہور مذہبی و قومی رہنما مولانا ابوالکلام آزاد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس جہاد کا ان حقیقت افروز الفاظ میں ذکر کیا کہ:

"وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جب کہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظِ حقیقی کی طرف سے اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کی امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمعِ عرفانی کو سرِ راہِ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابل پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت کا قطعی وجود ہی نہ تھا..... کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا دھواں طلسم ہو کر اڑنے لگا..... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔"

اخبار "وکیل" امرتسر۔ مئی ۱۹۰۸۔ بحوالہ بدر قادیان ۱۸ جون ۹۱۰۸

برصغیر کے ایک اور نامور ادیب اور محقق مرزا حیرت دہلوی نے اخبار "کرزن گزٹ" یکم جون ۱۹۰۸ء میں لکھا۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کی ردّ میں لکھی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا۔......... اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔"

نوٹ: حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کا یہ
مضمون کتاب "مسیحی انفاس" مولفہ ہادی علی
چودھری کے دیباچہ سے لیا گیا ہے۔ (ادارہ)

دنیا کے مسائل کا حل

آج دنیا کے سارے مسائل کا حل خدا کی محبت ہے اور یہی وہ محبت ہے جو دلوں کو اکٹھا کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ باقی سارے نسخے بے معنی اور جھوٹے اور لغو نسخے ہیں، منہ کی باتیں ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ انگلستان ۲۷ جولائی ۱۹۹۱ء)

ہفتہ وار الفضل انٹرنیشنل لندن میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیجئے

کیا ہفتہ وار الفضل انٹرنیشنل لندن آپ کو باقاعدہ مل رہا ہے؟ اور کیا آپ اس کا مطالعہ کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو آج ہی حسب ذیل پتہ پر رابطہ کر کے اسے اپنے نام لگوالیں۔

اخبار الفضل انٹرنیشنل
۱۶ گریسن ہال روڈ، لندن
ایس ڈبلیو ۱۸، ۵ کیو ایل
فون نمبر۔ ۰۹۱۹۔ ۸۷۰۔ ۰۸۱
فیکس نمبر۔ ۰۹۱۹۔ ۸۷۰۔ ۰۸۱

کیا آپ

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن

کے خریدار بن گئے ہیں

اگر نہیں

تو آپ کو علم نہیں کہ آپ کیا کھو رہے ہیں

ہوتی ہے کبھی سینہ بریاں کی فغاں بند!

تحریر ہے پابند تو تقریر و بیاں بند
اب کوئی کرے نالہ آشفتہ سراں بند

رکتی ہیں کبھی عرش کو اٹھتی ہوئی آہیں!
ہوتی ہے کبھی سینہ بریاں کی فغاں بند!

یارب مجھے دی طاقت پرواز وہ تو نے
کیا مجھ پہ کرے گا کوئی اطراف جہاں بند!

تو حشر کا مالک ہے، مگر حشر سے پہلے
ملاّ نے کیا مجھ پہ در باغ جناں بند!

ہو اس کی فضاؤں سے فرشتوں کا گزر کیوں
جس ملک میں ہو جائے مؤذن کی اذاں بند

جائز ہے کہ پتھر تو برستے رہیں تم پر
لیکن ہے رہ حفظ و اماں شیشہ گراں! بند

جس عہد میں مجھ پر ہوئے بہتان بہت عام
اس عہد میں ناہید ہوئی میری زباں بند

عبدالمنان ناہید

ضروری اعلان

الفضل انٹرنیشنل لندن کے فروغ اور ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ خریدار بن کر ادارے کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

اخبار کا سالانہ چندہ

برائے یوکے ------ ۲۵ پونڈ
برائے یورپ -------- ۲۷ پونڈ
برائے امریکہ، کینیڈا
و دیگر ممالک --- ۳۶ پونڈ

سالانہ چندہ کی رقم الفضل انٹرنیشنل لندن کے نام ارسال فرمائیں۔

بشیر احمد رفیق
چیئرمین انتظامیہ کمیٹی
الفضل انٹرنیشنل

واقفین نو اور مختلف زبانوں کی تعلیم و تدریس

(ڈاکٹر شمیم احمد ۔ انچارج شعبہ وقف نو، لنڈن)

واقفین نو کے والدین کو اس بات کا علم ہو گا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف نو کے تحت وقف بچوں کی تعلیم و تدریس کے لئے اپنے خطبات میں ہدایات جاری فرمائی ہوئی ہیں ۔ امید ہے والدین ان ہدایات سے آگاہ ہوں گے ۔ اس کے علاوہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جولائی ۱۹۹۳ء میں بھی زبانوں کی تعلیم و تدریس کے متعلق عمومی طور پر ہدایات دی گئی تھیں ۔ انٹرنیشنل شوریٰ کے موقعہ پر بھی پیارے آقا نے نمائندگان شوریٰ کو اس بارے میں تفصیلی ہدایات سے نوازا ہے تاکہ وہ اپنے اپنے ملک میں ان پر عمل پیرا ہو سکیں ۔ اس کے علاوہ حال ہی میں حضور انور نے خاکسار کو مختلف زبانوں کے متعلق ہدایات فرمائی ہیں کہ کس طرح کام ہونا چاہیئے ۔ اس لئے ضروری خیال کیا گیا ہے کہ ان ہدایات کو خلاصہ کی صورت میں والدین کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ ان پر عمل پیرا ہو سکیں ۔

اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ یہ لازمی نہیں ہو گا بلکہ ممکن بھی نہیں ہو گا کہ سارے بچے جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے لئے داخل ہو کر باقاعدہ مربی اور مبلغ بن سکیں ۔ حضور انور نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہمیں مبلغین کے علاوہ زبانوں کے ماہر، اساتذہ، ڈاکٹر اور زندگی کے دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے واقفین درکار ہوں گے ۔ اس لئے والدین کو ابھی سے ان خطوط پر سوچنا چاہیئے اور اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ ان کے حالات اور بچے کے رجحانات کے مطابق کون سا شعبہ تعلیم بہتر رہے گا۔

اس مقصد کے لئے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہر ملک میں ایک کیریر پلاننگ کمیٹی مقرر کی جائے جس میں ماہرین تعلیم، اساتذہ، زبانوں کے ماہر اور دیگر پیشوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین شامل ہوں جو بچوں کے رجحان اور ملکی حالات اور جماعت کی آئندہ ضروریات کو مدنظر رکھ کر والدین اور جماعت کی راہنمائی کر سکیں ۔ بعض ممالک سے اس طرح کی کمیٹی مقرر ہونے کی اطلاع موصول ہو چکی ہے ۔ والدین اپنے اپنے ملک کے امیر صاحب یا سیکرٹری وقف نو کی وساطت سے جو طریق کار وضع کیا گیا ہو اس کے مطابق اس کمیٹی سے مشورہ لے سکتے ہیں۔

مختلف زبانوں کے سیکھنے کے متعلق جو ہدایات حضور انور نے ارشاد فرمائی ہیں ان کے مطابق اولین حیثیت تین زبانوں کی ہے یعنی عربی، اردو اور انگریزی ۔ یہ تینوں زبانیں تمام واقفین کے لئے سیکھنی لازمی ہیں خواہ انہوں نے مبلغ بننا ہو یا زبانوں کے ماہر، ڈاکٹر بننا ہو یا زندگی کے کسی اور شعبہ سے منسلک ہونا ہو۔ ان زبانوں کی ضرورت اور اہمیت پر حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جولائی ۱۹۹۳ء میں تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں ۔

ان تین زبانوں کے علاوہ جرمن اور فرانسیسی زبانیں بھی اہمیت کی حامل ہیں ۔ امید ہے کہ جرمنی، فرانس اور ماریشس کے واقفین ان زبانوں کی ضروریات کو پورا کر سکیں گے ۔ انشاء اللہ ۔

مندرجۃ بالا زبانوں کے علاوہ حضور پر نور کی خصوصی توجہ روسی، چینی، ہنگری، رومانیہ، یوگوسلاویہ، سپینش اور قدیم قبائلی زبانوں (ABORIGINAL) زبانوں جیسے ریڈ انڈین یا آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کی زبان، کی طرف ہے ۔ پیارے آقا نے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ واقفین نو بچپن سے ہی ان زبانوں کو سیکھیں اس طرح کہ انکی سوچ و بچار ان زبانوں میں ہو۔ ان زبانوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور جب عملی زندگی میں داخل ہوں تو وہ ان زبانوں کے ماہرین بن چکے ہوں اور اس ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کی سربلندی کے لئے کام کریں ۔ کیونکہ حضور انور کی پر فراست نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب جماعت کو ان زبانوں کے بے شمار ماہرین کی ضرورت پڑنے والی ہے اس لئے ان زبانوں کے ماہرین کی تیاری اس وقت حضور انور کی واقفین نو کے متعلق ترجیحات میں سے اہم ترین ہے

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے واقفین کے والدین کو چاہیئے کہ وہ اس بات کا جائزہ لیں کو ان کے ملک میں ملکی زبانوں کے علاوہ سکولوں میں کون کون سی زبانیں اختیاری مضامین کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں ۔ مثلاً انگلستان میں فرانسیسی، جرمن، سپینش اور بعض سکولوں میں روسی اور اردو زبانیں مڈل سکولوں میں پڑھانا شروع کر دیتے ہیں ۔ اس طرح ہر ملک میں والدین جائزہ لیں کہ مندرجہ بالا زبانوں میں سے کون کون سی زبانیں ان کے علاقہ کے سکولوں میں اختیاری مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں ۔ جب ان کا بچہ اس سطح پر پہنچ جائے کہ اس نے اختیاری مضمون کا انتخاب کرنا ہو تو وہ مندرجہ بالا زبانوں میں سے ایک کا انتخاب کرے اور پھر اس زبان کو اس طرح اپنا لے کہ وہ اس میں اعلیٰ تعلیم مثلاً ایم ۔ اے یا پی ۔ ایچ ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کرے ۔

اس ضمن میں ایک اہم گزارش یہ بھی ہے کہ والدین اپنے علاقہ کے سکولوں کا جائزہ لینے کے بعد جب کسی زبان کا فیصلہ کریں کو انہوں نے اپنے بچوں کو اس کی اعلیٰ تعلیم دلوانی ہے تو اپنے اس فیصلہ کی اطلاع براہ راست حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کریں تاکہ وہ حضور انور کی دعاؤں کو حاصل کرنے والے ہوں اور سیدنا حضور انور کو اطمینان حاصل ہو کہ والدین حضور انور کی ہدایات پر عمل پیرا ہیں اور حضور کی تمناؤں کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں ۔

زبانوں کے سلسلہ میں ایک اور اہم ذریعہ تدریس، شام کی کلاسیں ہیں ۔ بعض ممالک میں مختلف تعلیمی ادارے شام کے وقت ہفتہ میں ایک دن دو گھنٹے پڑھائی کرواتے ہی ۔ مثلاً انگلستان میں تقریباً ہر زبان کی تعلیم و تدریس اس ذریعہ سے ہو رہی ہے اور بڑے مؤثر طریق پر لوگ زبانیں سیکھتے ہیں ۔ ان کلاسوں میں عمر کی کوئی پابندی نہیں ۔ جو چاہے داخلہ لے سکتا ہے اور معمولی سالانہ فیس لی جاتی ہے ۔ ان کلاسوں کے بعد طلباء ان زبانوں میں امتحان دے کر اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کر سکتے ہیں ۔ والدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنے شہروں اور علاقوں میں اس قسم کی کلاسوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور جب ان کا بچہ اس قابل ہو تو اس طریق سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔

ایک بات یہ بھی ضروری ہے کہ بعض والدین خیال کر سکتے ہیں کہ اس طرح بہت سی زبانیں بچوں کو سکھانے سے ان کے ذہن پر بوجھ پڑ سکتا ہے یا زبانیں سیکھنا مشکل ہو سکتا ہے ۔ اس ضمن میں یہ عرض ہے کہ ایسا ہر گز نہیں بلکہ تجربات سے ثابت شدہ ہے کہ بچوں میں بیک وقت ایک سے زیادہ زبانیں سیکھنے کی اہلیت ہوتی ہے ان میں یادداشت کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے اور احسن طور پر زبانیں سیکھ سکتے ہیں اور بچپن کی سیکھی ہوئی زبانیں زیادہ یاد رہتی ہیں ۔ البتہ بڑی عمر میں یہ کام مشکل ہو جاتا ہے ۔

خدا کرے والدین ابھی سے ان خطوط پر سوچنا شروع کر دیں اور بچوں کی صحیح رہنمائی کر سکیں تاکہ یہ بچے بڑے ہو کر پیارے آقا کی توقعات پر پورا اتر سکیں اور والدین اور حضور انور کے لئے قرۃ العین ہوں ۔

اس سلسلہ میں اگر کوئی مفید تجاویز ہوں یا کسی کے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہو تو خاکسار سے لنڈن مشن کے پتہ پر خط و کتابت کر سکتے ہیں ۔

AL FAZL INTERNATIONAL WEEKLY -LONDON
TELEPHONE NO. 081 870 0919
FAX NO. 081 870 0919

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجسم ذکر تھے۔ آپ کی زندگی کا کوئی مشغلہ ذکر سے خالی نہ تھا

جو دل ذکر الٰہی سے معمور ہو وہاں شیطان داخل نہیں ہو سکتا

اپنی مجالس کو ذکر الٰہی سے سجائیں۔ اس سے آپ کی مجالس کو تقدس حاصل ہو گا

دنیا میں آفات و مصائب ذکر الٰہی کے فقدان کا نتیجہ ہیں

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو مسجد فضل لندن میں ذکر الٰہی کے مضمون کو جاری رکھا۔ آپ نے حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ایک حدیث پڑھ کر سنائی جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ بیٹھے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا گیا ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسرت ہو گی اور جو کوئی اس حال میں لیٹا کہ وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس پر بھی اللہ کی طرف سے حسرت اور گھاٹا ہے اور جو کوئی تم میں سے چلا اور اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسرت اور گھاٹا ہے۔

اس حدیث کے بالکل برعکس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا۔ آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی گھاٹے والا نہیں تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ وہ گھاٹے کا سودا جس کا اس حدیث میں ذکر ہو رہا ہے اس کا اطلاق جتنا آج اس دنیا پر ہو رہا ہے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ قرآن مجید نے سورہ العصر میں اس بات کی گواہی دی ہے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آج دنیا چلتے ہوئے، بیٹھتے ہوئے، اٹھتے ہوئے، سوتے اور جاگتے ہوئے غرضیکہ ہر حالت میں اپنے خدا کو بھولی ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ صرف اس وقت یاد آتا ہے جب مصائب و تکالیف نے انسان کو گھیرا ہو اور آفات سماوی اس پر آن پڑیں۔

مگر ایسے وقتوں میں جب انسان مصیبت میں گرفتار ہو۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بے کار ہے کیونکہ وہ یاد خالصۃً نفس کی یاد ہے اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں کہلا سکتی۔ گو نام تو اللہ کا لیا جا رہا ہے لیکن اپنے نفس کی محبت نے اس کو مجبور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حوالے سے نفس یاد نہیں رہتا بلکہ نفس کے حوالے سے اللہ یاد آتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ ہم ان بدنصیبوں میں سے نہ ہوں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ جو ذکر الٰہی کے بغیر جیتے ہیں ان کی ساری زندگی گھاٹے کی زندگی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے احتراز کرتا ہے اس کے ساتھ ہم ایک شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل خالی ہو تو اس دل پر ضرور شیطان قبضہ کر لیتا ہے اور جس دل میں ذکر الٰہی ہو وہاں شیطان کو قدم مارنے کی اجازت نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ساری دنیا میں جو آفات و مصائب بھرے پڑے ہیں در حقیقت یہ ذکر الٰہی کے فقدان کے نتیجے میں ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کی آفات سے بچنے کے لئے ذکر الٰہی کو زندہ کیا جائے۔ پہلے اپنی ذات میں اس ذکر کو زندہ کریں پھر اپنے دل کو اس ذکر سے معمور کریں اور پھر ذکر کو عام کریں۔ حضور انور نے امید ظاہر کی کہ گو احمدی دل میں ذکر الٰہی تو ضرور کرتے ہونگے مگر ضروری ہے کہ اپنی مجالس کو ذکر سے سجائیں۔ اپنے گھروں میں، بچوں کے ساتھ، بیٹھتے ہوئے، کھانے کی میز پر بیٹھتے ہوئے غرضیکہ ہر حال میں ذکر الٰہی کو ملحوظ رکھیں کیونکہ ذکر الٰہی کے نتیجہ میں آپ کی مجالس کو تقدس حاصل ہو گا اگر مجالس ذکر الٰہی سے خالی ہوں گی تو کسی نہ کسی طرح شیطان ان میں داخل ہو جائے گا۔

آپ نے ذکر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ذکر بوریت کا نام نہیں۔ کسی ایسی حالت کا نام نہیں جس میں آپ روزمرہ زندگی کے مشاغل میں حصہ نہ لے سکیں۔ ذکر زندگی کے ہر لمحے ساتھ رہنا چاہئے۔

یہی طریق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور اسی کو ہم نے آج اپنانا ہے اور پھر سب دنیا کو سکھانا ہے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ محبت اور ذکر کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ محبت کے بغیر ذکر ہو ہی نہیں سکتا۔ پس اگر محبت سے ذکر کیا جائے تو ممکن ہی نہیں کہ ایسا ذکر لطف سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو سب ذکروں سے زیادہ حسین ہے، سب سے زیادہ دلکش ہے۔ پس ذکر کے مضمون کو فرض کے طور پر ادا کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اس کے لئے پہلے دل میں محبت پیدا کرنی ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے کے ذرائع تلاش کئے جائیں۔ ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ دعا کا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ آپ کو اپنی محبت نصیب کرے۔ نیز اس کے لئے اپنے گردوپیش کا جائزہ آنکھیں کھول کر لینا چاہئے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کو اپنے ارد گرد لاتعداد محرکات دکھائی دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ محبت سے ہی ہماری ساری کائنات کا سلسلہ ہے۔ ہر چیز جو حسین دکھائی دیتی ہے اس میں خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھائی دیتا ہے اگر آپ کو خدا تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جائے تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کی لذتوں کے پیمانے بدل گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا کو اس وقت تک جنت نصیب نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا سلیقہ اور شعور اسے حاصل نہ ہو سکے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی ایک حدیث کا حوالہ دے کر آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو ذکر نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سب سے زیادہ رفیع الشان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکراً رسولا فرمایا ہے۔ یعنی آپ مجسم ذکر تھے۔ آپ کی زندگی کا کوئی مشغلہ ایسا نہ تھا جو ذکر سے خالی ہو۔ اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں بعض واقعات پیش فرمائے نیز احادیث کی رو سے مختلف مواقع پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا تذکرہ کیا اور ان کا فلسفہ بیان فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ ذکر کرنے والا وجود جو کائنات میں کہیں پیدا ہوا اور جو اپنے رب کی یاد میں مجسم ذکر بن گیا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا۔ آپ نے تمام صفات حسنہ خدا تعالیٰ سے پالیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے تمام لوگو جو اللہ کے ذکر کی توفیق پاتے ہو اپنے ذکر کے ساتھ سب سے بڑے ذکر کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یاد کر لیا کرو اور صبح و شام ان پر درود بھیجا کرو۔

ISSN:1352 9587